

یہ
کیوں
ہوا؟
خدا
کیا
کر رہا ہے؟

یہ
کیوں
ہوا؟
خدا
کیا
کر رہا ہے؟

ڈینی کینیڈی



ٹرو کنیکشنز پریس

یہ کیوں ہوا؟

خدا کیا کر رہا ہے؟

کاپی رائٹ © 2015 ڈینی کینیڈی۔ سرورق کا ڈیزائن جینو مورو۔

تمام صحیفائی حوالے، جب تک کہ کسی اور طرح نشاندہی نہ کی گئی ہو، مقدس بائبل کے بادشاہ جیمز ترجمہ سے لیے گئے ہیں۔

نشان زدہ صحیفائی حوالے (نیا امریکی معیاری ترجمہ) دی لاک مین فاؤنڈیشن کی نئی امریکی معیاری بائبل، کاپی رائٹ © 1960، 1962، 1963، 1968، 1971، 1972، 1973، 1975، 1977، 1995 سے لیے گئے ہیں۔ اجازت کے ساتھ استعمال کیے گئے ہیں۔

www.Lockman.org

نشان زدہ صحیفائی حوالے (نیا صدی ترجمہ) مقدس بائبل، نیا صدی ترجمہ، کاپی رائٹ © 1987، 1988، 1991، ورڈ پبلشنگ، ڈلاس، ٹیکساس 75039 سے لیے گئے ہیں۔ اجازت کے ساتھ استعمال کیے گئے ہیں۔

نشان زدہ صحیفائی حوالے (نیا زندہ ترجمہ) مقدس بائبل، نیا زندہ ترجمہ، کاپی رائٹ © 1996، 2004، 2007، ٹنڈیل ہاؤس فاؤنڈیشن سے لیے گئے ہیں۔ ٹنڈیل ہاؤس پبلشرز، انکارپوریٹڈ، کیرول اسٹریم، الینوائے 60188 کی اجازت سے استعمال کیے گئے ہیں۔ جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

نشان زدہ صحیفائی حوالے (زندہ بائبل) سے لیے گئے ہیں، کاپی رائٹ © 1971، ٹنڈیل ہاؤس پبلشرز، انکارپوریٹڈ، کیرول اسٹریم، الینوائے 60188 کی اجازت سے استعمال کیے گئے ہیں۔ جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

نشان زدہ صحیفائی حوالے (نیا بین الاقوامی ترجمہ) مقدس بائبل، نیا بین الاقوامی ترجمہ سے لیے گئے ہیں۔ کاپی رائٹ © 1973، 1978، 1984، 2011، بلیکا، انکارپوریٹڈ کی ملکیت ہے۔ زونٹروان کی اجازت سے استعمال کیا گیا۔ دنیا بھر میں جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

www.zondervan.com

نشان زدہ صحیفائی حوالے (وسیع تشریحی ترجمہ) دی لاک مین فاؤنڈیشن کی وسیع تشریحی بائبل، کاپی رائٹ © 1954، 1958، 1962، 1964، 1965، 1987 سے لیے گئے ہیں۔ اجازت کے ساتھ استعمال کیے گئے ہیں۔

نشان زدہ صحیفائی حوالے (جے۔ بی۔ فلپس) کو سائمن اینڈ شسٹر، انکارپوریٹڈ کے شعبہ سکرینر کی اجازت سے جدید انگریزی میں نیا عہدنامہ — جے۔ بی۔ فلپس کا نظر ثانی شدہ ترجمہ سے دوبارہ شائع کیا گیا ہے۔

کاپی رائٹ © 1958، 1960، 1972 جے۔ بی۔ فلپس۔ جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

اشاعت: اکنیویشنز پریس

آئی ایس بی این 13: 7-2-9846967-0-978

انتساب

یہ کتاب رچز ان کرائسٹ خاندان کے نام منسوب ہے۔
آپ کی محبت، دوستی، دعاؤں اور تعاون کے بغیر یہ کتاب ممکن نہ ہوتی۔
شکریہ۔

خدا کو زیادہ مکمل طور پر جاننے اور اُن کی زیادہ درست طور پر نمائندگی کرنے
کی ہماری بھوک مسلسل بڑھتی رہے۔

فہرست مضامین

تعارف

حصہ اول: "کیوں" اور "کیا" کے سوالات کے جوابات

- باب 1: "کیوں" کا سوال..... 8.
- باب 2: دکھ اور بڑی تصویر..... 17.
- باب 3: خدا کی محبت اور ہمارے حالات..... 25.
- باب 4: خدا اپنے بیٹوں اور بیٹیوں سے محبت کرتا ہے..... 31.
- باب 5: "کیا" کا سوال..... 36.
- باب 6: "کیا" کے سوال کا درست جواب..... 41.
- باب 7: یوسف کی کہانی..... 46.
- باب 8: موسیٰ اور اسرائیل کی کہانی..... 52.

حصہ دوم: ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کیوں؟

- باب 9: مناسب ردِ عمل..... 61.
- باب 10: مشکلات کے بارے میں درست نقطہ نظر..... 68.
- باب 11: جواب دیں، ردِ عمل نہ دکھائیں..... 75.
- اختتام..... 81.

تعارف

جب مشکلات ہماری زندگی میں آتی ہیں تو فطری طور پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں: یہ کیوں ہوا؟ خدا کیا کر رہا ہے؟ اگر ہم ان سوالوں کا درست جواب نہ دے سکیں تو ہمارا مشکل وقت مزید مشکل ہو جاتا ہے۔ غلط جوابات الجھن پیدا کرتے ہیں اور خود مشکلات کے ساتھ مزید جذباتی تکلیف بھی شامل کر دیتے ہیں۔

• بعض لوگ اُن مشکلات کی وجہ سے جن کا وہ سامنا کرتے ہیں، خدا سے ناراض اور دل گرفتہ ہو جاتے ہیں، اور اس کشمکش میں مبتلا رہتے ہیں کہ ایک محبت کرنے والا خدا ایسی بات کی اجازت کیسے دے سکتا ہے۔

• کچھ لوگ اس فکر میں رہتے ہیں کہ آیا خدا اُن کی آزمائش لے رہا ہے یا انہیں کچھ سکھا رہا ہے، اور بے چینی سے یہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ خداوند اُن کی اس تکلیف کے ذریعے انہیں کیا پیغام دینا چاہتا ہے۔

• کچھ اور لوگ یہ سوچتے ہیں کہ کہیں اُن کے حالات خدا کی طرف سے سزا تو نہیں، اور وہ اس اذیت میں مبتلا رہتے ہیں کہ آخر اُن سے ایسی کون سی غلطی ہوئی جس کی وجہ سے وہ اس مصیبت کے مستحق ٹھہرے۔

لیکن بائبل کے مطابق، مصیبت خدا کی طرف سے نہیں آتی۔ یہ گناہ آلود دنیا کی زندگی کا ایک حصہ ہے۔ اگرچہ خدا زندگی کی مشکلات کا آغاز نہیں کرتا، لیکن وہ انہیں بھلائی کے لیے استعمال کرتا ہے اور اپنے مقاصد کی تکمیل میں کام میں لاتا ہے۔

اس کتاب میں ہم جائزہ لیں گے کہ بائبل اس بارے میں کیا کہتی ہے کہ بری باتیں کیوں ہوتی ہیں اور مشکل وقت کے دوران خدا کیا کرتا ہے، تاکہ ہم ان اہم سوالوں کے درست جواب دے سکیں۔ درست جوابات ہمیں زندگی کی جدوجہد کا سامنا اس طرح کرنے میں مدد دیں گے کہ خدا کو جلال ملے اور ہمیں فتح حاصل ہو۔

حصہ اوّل



"کیوں" اور "کیا" کے سوالات کے جوابات



"کیوں" کا سوال

جب غیر متوقع مصیبت کا سامنا ہوتا ہے تو عموماً لوگوں کا پہلا سوال یہی ہوتا ہے: یہ کیوں ہوا؟ اگرچہ "کیوں" پوچھنا ایک فطری ردِ عمل ہے، لیکن یہ بہترین سوال نہیں، کیونکہ یہ خدا پر ہمارے بھروسے کو کمزور کر سکتا ہے۔ چاہے ہمیں اس کا احساس ہو یا نہ ہو، جب ہم "کیوں" پوچھتے ہیں تو گویا ہم یہ ظاہر کرتے ہیں کہ خدا نے اس مصیبت کو آنے دے کر ہمارے ساتھ ناانصافی کی ہے۔

ہمیں اس قسم کے خیالات کے لیے اپنے دل کا دروازہ بند کرنا سیکھنا چاہیے۔ ایسی سوچ عین اُس وقت خداوند پر ہمارے ایمان کو کمزور کر دیتی ہے جب ہمیں سب سے زیادہ اُس کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ہم یہ مانتے ہیں کہ ہماری بدقسمتی کے پیچھے کسی نہ کسی طرح خدا کا ہاتھ ہے، تو پھر جب ہم اُس آزمائش سے گزر رہے ہوں، ہم اُس کی مدد پر کیسے یقین رکھ سکتے ہیں؟

آخر کار خدا کے خلاف ہر الزام کے پیچھے شیطان ہی ہوتا ہے، کیونکہ وہ ہمارے آسمانی باپ پر ہمارے انحصار کو کمزور کرنا چاہتا ہے۔ اُس نے آدم اور حوا کے ساتھ بھی یہی کیا تھا۔ اُس نے خداوند پر الزام لگا کر انہیں خدا کی فرمانبرداری سے ہٹنے پر آمادہ کیا۔ شیطان نے حوا سے کہا کہ خدا نے اُسے اور آدم کو نیکی اور بدی کی پہچان کے درخت کا پھل کھانے سے اس لیے منع کیا ہے کیونکہ وہ اُن سے کچھ چھپا کر رکھنا چاہتا ہے۔

"تم برگز نہیں مرو گے (اگر تم اسے کھاؤ گے)" سانپ نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ "خدا جانتا ہے کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے، تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی۔ تم خدا کی مانند ہو جاؤ گے، نیکی اور بدی کی پہچان رکھنے والے، اور سب کچھ جاننے والے۔" (پیدائش باب 3 آیات 4 اور 5)

آج بھی شیطان لوگوں کے ساتھ یہی حکمت عملی اختیار کرتا ہے۔ وہ یہ دعویٰ کر کے خدا کی بھلائی پر سوال اٹھاتا ہے کہ زندگی کی مشکلات اور دکھوں کے پیچھے خداوند کا ہاتھ ہے۔ لیکن خدا کبھی بھی تمہاری تکلیفوں کا سرچشمہ یا سبب نہیں ہوتا۔

مصیبت کے وقت یہ پوچھنا غلط نہیں کہ: یہ کیوں ہوا؟ لیکن ضروری ہے کہ تم اس سوال کا درست جواب کلام مقدس کی روشنی میں دے سکو۔ ورنہ تم شیطان کی چالوں کے سامنے غیر محفوظ ہو جاؤ گے۔

بری باتیں کیوں ہوتی ہیں؟ غمناک، تکلیف دہ، تباہ کن اور دشوار حالات اُس دنیا میں زندگی کا حصہ ہیں جو گناہ کے باعث بگاڑ کا شکار ہو چکی ہے۔ "کیوں" کے سوال کا یہی درست جواب ہے۔

زمین پر ایک لعنت

جب ہم بائبل کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ موت اور فساد پہلی بار پہلے انسان کے گناہ کے ذریعے ساری مخلوق میں داخل ہوئے۔ خدا نے آدم کو حکم دیا تھا کہ وہ ممنوعہ درخت کا پھل نہ کھائے، مگر اُس نے خدا کے حکم کی نافرمانی کی۔ آدم کے اس فیصلے کے تمام انسانوں اور پوری زمین پر نہایت گہرے اثرات مرتب ہوئے۔

"جب آدم نے گناہ کیا تو گناہ پوری انسانیت میں داخل ہو گیا۔ اُس کے گناہ کے ذریعے موت تمام دنیا میں پھیل گئی، جس کے باعث ہر چیز پرانی ہونے لگی اور مرنے لگی۔" (رومیوں باب 5 آیت 12)

"(خدا نے فرمایا) تیرے سبب سے زمین ملعون ہوئی ہے، اے آدم؛ تُو اپنی ساری عمر مشقت کر کے اُس سے اپنی خوراک حاصل کرے گا۔" (پیدائش باب 3 آیت 17)

"وہ تیرے لیے کانٹے اور جھاڑیاں اُگائے گی، اور تُو کھیت کی پیداوار کھائے گا۔ تُو اپنی تمام عمر اپنے چہرے کے پسینے سے اپنی روزی حاصل کرے گا، یہاں تک کہ اپنی موت کے دن تُو پھر اُسی مٹی میں لوٹ جائے جس سے تجھے لیا گیا تھا۔" (پیدائش باب 3 آیات 18 اور 19)

آدم کے گناہ کے باعث موت کی لعنت زمین میں داخل ہو گئی اور مادی دنیا زوال کے تابع ہو گئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم باورچی خانے کے کاؤنٹر پر ایک آڑو رکھ چھوڑو تو آخرکار وہ گل سڑ جائے گا۔ ایسا اس لیے نہیں کہ خدا نے آڑو کو سڑنے کے لیے پیدا کیا تھا، بلکہ پہلے گناہ کے اثرات کی وجہ سے۔ آدم اور حوا کے گناہ نے اُن فطری قوانین اور نظاموں کو بگاڑ دیا جنہیں خدا نے ابتدا ہی میں قائم کیا تھا۔

اس تبدیلی کے نتیجے میں دنیا بھر میں فصلوں کی تباہی، خشک سالی، قحط، تباہ کن طوفان اور زلزلے رونما ہوئے۔

آدم کی نافرمانی کے اثرات پوری انسانیت تک بھی پہنچے اور انسانوں میں گناہ آلود فطرت پیدا ہو گئی۔

(رومیوں باب 5 آیت 19) اس کے نتائج بہت جلد ظاہر ہو گئے۔ آدم اور حوا کے پہلوٹھے بیٹے، قائن نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا، اور پھر اُس کے بارے میں خدا سے جھوٹ بھی بولا۔ برائی کی طرف یہی میلان آنے والی ہر نسل میں ظاہر ہوتا چلا گیا۔

مزید برآں، جب آدم آزمائش میں گر گیا تو اُس نے زمین پر خدا کی عطا کی ہوئی اپنی حاکمیت شیطان کے حوالے کر دی اور زمین پر اختیار کے نظام کو بدل دیا۔ شیطان اس دنیا کا خدا بن گیا۔

(پیدائش باب 1 آیات 26 تا 28؛ لوقا باب 4 آیت 6؛ اور 2 کرنتھیوں باب 4 آیت 4) اُس وقت سے وہ زمین پر پھرتا رہتا ہے، مردوں اور عورتوں کو خدا کے خلاف بغاوت پر اُکساتا ہے، اُنہیں اپنے پیچھے چلنے کے لیے بہکاتا ہے، اور اُنہیں ہلاک کرنے کی تلاش میں رہتا ہے۔

(1 پطرس باب 5 آیت 8؛ افسیوں باب 6 آیات 11 اور 12)

آدم کے گناہ کے نتیجے میں تمام انسان ایک گرے ہوئے جہان میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب کو ہر روز اُن تبدیلیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو ہمارے پہلے ماں باپ کے گناہ کے باعث ساری مخلوق میں پیدا ہوئیں۔ جڑی بوٹیاں، زوال، قدرتی آفات اور موت اس وقت زمین کے موجودہ نظام کا حصہ ہیں۔ ہمارے فانی جسم بیماری، بڑھاپے اور موت کے تابع ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں جو نادانی اور گناہ آلود فیصلے کرتے ہیں، اور اُن کے فیصلے براہ راست ہماری زندگیوں پر منفی اثر ڈال سکتے ہیں۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر اس زمین پر زندگی مشقت سے بھرپور ہو جاتی ہے۔

یہ خدا کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے؟

بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے، اُس کا کوئی براہ راست اور فوری سبب ضرور ہوتا ہے۔ یا تو خدا نے کیا ہے یا شیطان نے۔ لیکن مشکل حالات نہ خدا کا کام ہیں، اور نہ ہی ضروری ہے کہ وہ شیطان ہی کا براہ راست کام ہوں۔ وہ صرف گناہ سے ملعون ہو چکی دنیا میں زندگی کا ایک حصہ ہیں۔

خدا زندگی کی مشکلات اور آزمائشوں کی منصوبہ بندی نہیں کرتا۔ ہم یہ بات اُس حقیقت سے جانتے ہیں جو یسوع نے ہمیں خدا کے بارے میں دکھائی۔ جب ہم نئے عہدنامہ میں یسوع کی زمینی خدمت کے واقعات (اناجیل) پڑھتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اُس نے لوگوں کو آزمانے کے لیے مشکل حالات پیدا نہیں کیے، نہ ہی لوگوں کو سکھانے یا مضبوط کرنے کے لیے آزمائشیں اور طوفان بھیجے۔ اُس نے لوگوں کی تربیت کے لیے بیل گاڑی یا گدھا گاڑی کے حادثات نہیں کروائے۔ اُس نے کسی کو بیمار نہیں کیا، اور نہ ہی کسی ایسے شخص کو شفا دینے سے انکار کیا جو اُس کے پاس مدد کے لیے آیا ہو۔ اگر یسوع مشکلات پیدا نہیں کرتا تو ہم جانتے ہیں کہ آسمانی باپ بھی ایسا نہیں کرتا، کیونکہ یسوع وہی کرتا ہے جو وہ اپنے باپ کو کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔

"(یسوع نے فرمایا) میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بیٹا اپنی طرف سے کچھ نہیں کر سکتا، بلکہ صرف وہی کرتا ہے جو وہ اپنے باپ کو کرتے ہوئے دیکھتا ہے، کیونکہ جو کچھ باپ کرتا ہے، وہی بیٹا بھی کرتا ہے۔ کیونکہ باپ بیٹے سے محبت رکھتا ہے اور جو کچھ وہ خود کرتا ہے، وہ سب اُسے دکھاتا ہے۔" (یوحنا باب 5 آیات 19 اور 20)

جب یسوع کے شاگردوں نے اُس سے کہا کہ وہ اُنہیں باپ کو دکھائے، تو اُس نے جواب دیا: "جس نے مجھے دیکھا ہے اُس نے باپ کو دیکھا ہے۔" (یوحنا باب 14 آیت 9)

یسوع نے اُن پر باپ کو اس طرح ظاہر کیا کہ اُس نے باپ کے کلام کو بیان کیا اور باپ کے کام انجام دیے، اُس باپ کی قدرت کے وسیلہ سے جو اُس میں سکونت کرتی تھی۔

(ان موضوعات پر مکمل گفتگو کے لیے میری کتاب خدا اچھا ہے... اور اچھا ہونے کا مطلب اچھا ہی ہے ملاحظہ کریں۔)

شیطان بھی ہر افسوسناک واقعے کا براہ راست ذمہ دار نہیں ہے۔ یقیناً، کائنات کا پہلا باغی ہونے کے ناطے، جس نے آدم اور حوا کو گناہ میں گرنے کے لیے بہکایا، اس دنیا کے جہنم جیسے دکھوں اور دل شکن تکلیفوں کے پیچھے بالآخر شیطان ہی ہے۔ لیکن وہ ہماری زندگی کے ہر ناخوشگوار واقعے کو خود پیدا نہیں کرتا۔ بائبل کہیں بھی مسیحیوں سے یہ نہیں کہتی کہ وہ شیطان کی طاقت سے ڈریں۔ بلکہ وہ ہمیں اُس کی ذہنی چالوں سے ہوشیار رہنے کی تعلیم دیتی ہے، کیونکہ وہ انسان کے رویے پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ شیطان اُن لوگوں کی گناہ آلود فطرت کے ذریعے کام کرتا ہے جنہوں نے اپنے آپ کو خدا کے تابع نہیں کیا، اور وہ اُن لوگوں کے ذہنوں میں جھوٹ ڈالتا ہے جو اُس کی چالوں سے بے خبر ہوتے ہیں۔

"(شیطان) وہی روح ہے جو اُن لوگوں کے دلوں میں کام کر رہی ہے جو خدا کی فرمانبرداری سے انکار کرتے ہیں۔"

(افسیوں باب 2 آیت 2)

"لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تمہارے ذہن مسیح کے لیے سچے اور خالص وقف سے برگشتہ نہ کر دیے جائیں، جس طرح حوا سانپ (شیطان) کی مکاری سے دھوکا کھا گئی تھی۔"

(2 کرنتھیوں باب 11 آیت 3)

"خدا کے تمام ہتھیار باندھ لو تاکہ تم شیطان کی چالوں کے مقابلے میں مضبوطی سے قائم رہ سکو۔"

(افسیوں باب 6 آیت 11)

کچھ باتیں بس ہو جاتی ہیں

ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ بہت سی باتیں محض ہو جاتی ہیں۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ آدم کی نافرمانی نے اُن فطری قوانین اور نظاموں کو متاثر کیا جنہیں خدا نے تخلیق کے وقت قائم کیا تھا۔ اگرچہ گناہ کی لعنت کے باعث یہ قوانین بگڑ گئے ہیں، پھر بھی وہ اپنا کام کرتے رہتے ہیں، اور بعض اوقات اُن کے نتیجے میں مصیبت اور تباہی آتی ہے۔ مثال کے طور پر:

- خدا نے کششِ ثقل کا قانون انسان کی برکت کے لیے بنایا۔ لیکن یہی قانون اُس وقت اکثر چوٹ یا موت کا سبب بن جاتا ہے جب فانی جسم رکھنے والے لوگ لاعلمی یا لاپرواہی کی وجہ سے اُس قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ یہ خدا نے نہیں کیا۔ یہ شیطان نے نہیں کیا۔ ایسا اس لیے ہوا کیونکہ گناہ سے ملعون دنیا میں زندگی اسی طرح کی ہے۔

- خدا نے درخت انسان کی برکت کے لیے پیدا کیے۔ لیکن بڑے درخت بعض اوقات شدید طوفانوں میں گر جاتے ہیں اور گاڑیوں اور گھروں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ کیوں؟ کیونکہ تباہ کن طوفان (جو

بگڑے ہوئے فطری نظاموں کا نتیجہ ہیں) اُن درختوں کو گرا دیتے ہیں جو بیماری اور بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو چکے ہوتے ہیں (اور یہ سب تخلیق میں موت کی لعنت کے نتائج ہیں)۔ یہ خدا نے نہیں کیا۔ یہ شیطان نے نہیں کیا۔ یہ صرف ایک گرے ہوئے جہان میں زندگی کا حصہ ہے۔

آپ اکثر لوگوں کو یہ کہتے سنتے ہیں: "زندگی میں کوئی اتفاق نہیں ہوتا۔ ہر چیز کسی نہ کسی وجہ سے ہوتی ہے۔" یہ جملے عام تو ہیں، لیکن درست نہیں ہیں۔ یسوع کے مطابق بعض واقعات واقعی اتفاقاً بھی پیش آتے ہیں۔ اُس نے یہ بات اُس شخص کی مثال دیتے ہوئے واضح کی جس پر ایک خطرناک راستے سے گزرتے ہوئے ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا۔ دو مذہبی راہنما اُس زخمی شخص کے پاس سے گزرے اور اُسے چھوڑ گئے، لیکن ایک نیک سامری رکا اور اُس کی مدد کی۔ غور کریں کہ جب یسوع نے اس واقعے کو بیان کیا تو اُس نے ایک خاص بات پر زور دیا۔

"ایک شخص یروشلم سے یریحو جا رہا تھا کہ ڈاکوؤں کے ہاتھ آ پڑا۔ اُنہوں نے اُس کے کپڑے اُتار لیے، اُسے مارا پیٹا، اور اُسے ادھ مرا چھوڑ کر چلے گئے۔ اتفاق سے ایک کاہن اُسی راستے سے جا رہا تھا، اور جب اُس نے اُس شخص کو دیکھا تو دوسری طرف سے گزر گیا۔" (لوقا باب 10 آیات 30 اور 31)

غور کریں، یسوع نے فرمایا کہ اُس دن اُس کاہن کا وہاں سے گزرنا اتفاقاً تھا۔ نیا عہدنامہ اصل میں یونانی زبان میں لکھا گیا تھا۔ جس لفظ کا ترجمہ "اتفاقاً" کیا گیا ہے، اُس کے معنی ہیں "حادثاتی طور پر" یا "اتفاق سے"۔ "اتفاقاً ایک کاہن اُس راستے سے نیچے جا رہا تھا۔" ویسٹر لغت کے مطابق، "اتفاق" سے مراد دو واقعات کا ایک ہی وقت میں حادثاتی، غیر ارادی یا غیر متوقع طور پر پیش آنا ہے۔ اتفاق کا تعلق اس بات سے ہے کہ واقعات کس طرح رونما ہوتے ہیں۔ یہ امکان کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اگر تم ایک سکے ہوا میں اچھالو تو امکان ہے کہ وہ چت گرے یا پٹ۔ دو مختلف ممکنہ نتائج کیوں ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے عوامل بدل سکتے ہیں اور آخری نتیجے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں، مثلاً سکے کتنی قوت سے اچھالا گیا، اوپر جاتے اور نیچے آتے وقت اُس کی رفتار کیا تھی، اور اچھالتے وقت ہوا کی رفتار کتنی تھی۔ اگر ان عوامل میں سے کسی ایک میں بھی معمولی سی تبدیلی آ جائے تو آخری نتیجہ بدل سکتا ہے۔

یسوع کی بیان کردہ مثال میں بھی بہت سے ایسے عوامل تھے جو اس واقعے کے انجام کو بدل سکتے تھے۔ اگر اس میں شامل لوگوں میں سے کوئی کسی اور دن سفر کرتا تو نتیجہ مختلف ہوتا۔ اگر ڈاکو لوگوں پر حملہ کرنے کے لیے کوئی دوسرا راستہ اختیار کرتے تو اُس دن وہاں کوئی جرم نہ ہوتا۔ اگر زخمی شخص سڑک سے نظر نہ آنے والی کسی کھائی میں گر گیا ہوتا تو ممکن ہے نیک سامری اُسے نہ دیکھتا۔ اگر کاہن یا سامری کا ضرورت مندوں کی مدد کرنے کے بارے میں رویہ مختلف ہوتا تو اس واقعے کا انجام بھی مختلف ہوتا۔ یہی اتفاق ہے۔

کسی بھی لمحے واقعات بے شمار بدلنے والے عوامل سے متاثر ہوتے ہیں، مثلاً انسان کے فیصلے، وقت، رویے اور ماحول کے حالات۔ اسی لیے اس زندگی میں بہت سی باتیں اتفاقاً پیش آتی ہیں۔ بہت سے واقعات حادثاتی ہوتے ہیں۔ حادثاتی سے مراد ہے "بے ترتیب" یا "کسی منصوبے یا ارادے کے بجائے اتفاقاً رونما ہونے والا"۔ اگر میری گاڑی کسی کیل پر چڑھ جائے اور میرا ٹائر پنکچر ہو جائے تو یہ ایک حادثہ یا اتفاقی واقعہ ہے۔ میں نے ٹائر پنکچر ہونے کی نہ منصوبہ بندی کی تھی اور نہ ہی اس کی توقع کی تھی۔ ایسا اس لیے ہوا کیونکہ چند عوامل اتفاقاً ایک ساتھ جمع ہو گئے—اُس سڑک سے گزرنے کا میرا فیصلہ، سڑک پر کیل کی موجودگی اور اُس کی

جگہ، اور عین اُس وقت میرے ٹائر کا اُس کیل پر آ جانا۔ اس زندگی میں بہت سی باتیں محض ہو جاتی ہیں—اتفاقاً، حادثاتی طور پر یا غیر متوقع طور پر—کیونکہ گناہ سے ملعون دنیا میں زندگی ایسی ہی ہے۔

آگے بڑھنے سے پہلے ہمیں اُن چند سوالات پر غور کرنا چاہیے جو اب تک کی گفتگو سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ تم یہ سوچ سکتے ہو کہ جب قادرِ مطلق خدا اس کائنات پر حکومت کرتا ہے تو پھر اتفاقی واقعات کیسے پیش آ سکتے ہیں؟ اتفاقی واقعات کا وجود کسی بھی طرح خدا کی حاکمیت کو کم نہیں کرتا۔ خدا کے قادرِ مطلق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر چیز پر کامل قدرت اور اعلیٰ ترین اختیار رکھتا ہے۔

چونکہ خدا قادرِ مطلق ہے، اس لیے وہ گناہ سے بگڑی ہوئی دنیا میں اتفاقاً پیش آنے والے واقعات کو بھی اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔ ہم تھوڑی دیر بعد اس موضوع پر مزید تفصیل سے گفتگو کریں گے۔

ممکن ہے تمہیں یہ فکر بھی ہو کہ اگر اب تک کی باتیں درست ہیں تو پھر زندگی کے اتفاقات اور حادثات سے کوئی تحفظ باقی نہیں رہتا۔ اس کتاب میں آگے چل کر میں اس موضوع پر مزید وضاحت کروں گی۔ فی الحال ان باتوں پر غور کرو:

- اس دنیا کی موجودہ حالت میں ایسی کوئی زندگی نہیں جس میں کبھی کوئی پریشانی نہ آئے۔ ہم سب کو مشکلات اور آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جب ہم زندگی کی دشواریوں سے گزرتے ہیں تو خدا کی راہنمائی، اُس کی فراہمی اور اُس کا تحفظ ہمارے لیے دستیاب ہوتا ہے۔

- خود یسوع نے فرمایا، "دنیا میں تم مصیبت، آزمائش، تنگی اور مایوسی کا سامنا کرو گے، لیکن حوصلہ رکھو، ہمت نہ ہارو، ایمان پر قائم رہو، بے خوف اور ثابت قدم رہو، کیونکہ میں دنیا پر غالب آ گیا ہوں۔ میں نے اُس کی نقصان پہنچانے کی قدرت کو بے اثر کر دیا ہے؛ میں نے اُسے تمہارے لیے فتح کر لیا ہے۔" (یوحنا باب 16 آیت 33)

ہاں، لیکن خدا نے اس کی اجازت دی۔

"خدا نے اس کی اجازت دی" یہ جملہ اس دنیا میں مشکلات اور تکلیف کے سرچشمے کے بارے میں ہماری سمجھ کو مزید الجھا دیتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہم اس فقرے کو اپنی گفتگو سے نکال دیں، کیونکہ اس کے ساتھ کئی غلط مفہوم وابستہ ہو گئے ہیں۔ جب کوئی بُرا واقعہ پیش آتا ہے تو لوگ اکثر کہتے ہیں کہ اگرچہ خدا نے وہ واقعہ پیدا نہیں کیا، لیکن اُس نے اُس کی اجازت ضرور دی۔ اس بات میں یہ خیال پوشیدہ ہوتا ہے کہ چونکہ خدا نے اُس منفی صورتحال کو ہونے سے نہیں روکا، اس لیے کسی نہ کسی طرح وہ اُس کے پیچھے ہے یا اُسے منظور کرتا ہے۔ لیکن بہت سی باتیں ایسی ہیں جنہیں خدا اس لیے نہیں روکتا کہ دنیا کا نظام اسی طرح قائم کیا گیا ہے، نہ کہ اس لیے کہ وہ انہیں پسند کرتا ہے۔

جب خدا نے انسان کو پیدا کیا تو اُس نے اُسے آزاد ارادہ عطا کیا، جس کی وجہ سے خدا کی دانستہ نافرمانی کرنے کا امکان پیدا ہوا۔ اس دنیا میں لوگ مسلسل گناہ کرتے ہیں اور بدکاری اور تشدد کے ہولناک کام انجام دیتے ہیں۔ اگرچہ خدا کسی بھی طرح اس نافرمانی کا نہ حامی ہے اور نہ ہی اُس کا سبب، پھر بھی وہ مداخلت نہیں کرتا کیونکہ مردوں اور عورتوں کو انتخاب کی آزادی دی گئی ہے۔

ابتدائی انتخابات کے ساتھ ساتھ آزاد ارادہ اُن انتخابات کے نتائج بھی ساتھ لاتا ہے۔ بہت سی باتیں انسانوں کے گناہ آلود اعمال کے باعث پیش آتی ہیں، ایسے واقعات جو خدا کو پسند نہیں اور اُس کی مرضی کے خلاف ہیں۔ لیکن اگر خدا مردوں اور عورتوں کے دانستہ کیے گئے اعمال کے نتائج کو مٹا دے یا انہیں ختم کر دے تو انسان کے پاس حقیقی معنوں میں آزاد ارادہ باقی نہیں رہے گا۔

آدم، جو آزاد ارادہ رکھنے والا پہلا انسان تھا، اُس نے گناہ کرنے کا انتخاب کیا۔ جیسا کہ ہم اس باب میں پہلے دیکھ چکے ہیں، اُس کی نافرمانی کے نتیجے میں زمین پر تباہ کن اثرات پیدا ہوئے، اور اُن کے نتائج کا سامنا ہم آج بھی کر رہے ہیں۔ جب کوئی شدید طوفان کسی شہر کو تباہ کر دیتا ہے تو یہ اس لیے نہیں کہ خدا نے اُس کی اجازت دی۔ ایسا تباہ کن واقعہ آدم کے آزاد ارادے سے کیے گئے انتخاب کا نتیجہ ہے۔

کائنات کی سب سے عظیم قدرت ہونے کے باعث خدا ہر گناہ اور گناہ کے ہر اثر کو روکنے کی قدرت رکھتا ہے، جن میں آدم کا گناہ بھی شامل ہے۔ لیکن اُس نے خود کو انسان کے انتخابات اور اُن کے نتائج کے حوالے سے محدود کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آگے ایک باب میں، میں اس موضوع پر گفتگو کروں گی کہ خدا کس طرح انسانوں کے انتخابات اور اُن کے نتائج کو، حتیٰ کہ اُن باتوں کو بھی جو اُس کی مرضی کے خلاف ہیں، اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے۔

خدا کا ایک مقصد ہے

"خدا کا ایک مقصد ہے" یہ ایک اور جملہ ہے جسے لوگ اُس وقت غلط استعمال کرتے ہیں جب اُن کی زندگی میں مصیبت آتی ہے۔ یہ الفاظ یہ تاثر دیتے ہیں کہ اُن کی تکلیف کسی نہ کسی طرح خدا کی مرضی ہے۔ یہ خیال درست نہیں، کیونکہ یہ اُس حقیقت کے خلاف ہے جو یسوع نے ہمیں خدا کے بارے میں دکھائی۔ یسوع نے صرف وہی کیا جو اُس نے اپنے باپ کو کرتے ہوئے دیکھا، اور اُس نے اپنے کاموں کا واضح موازنہ تباہ کن اور نقصان دہ کاموں سے کرتے ہوئے فرمایا: "چور تو صرف چوری کرنے، قتل کرنے اور ہلاک کرنے آتا ہے، لیکن میں اس لیے آیا ہوں کہ وہ زندگی پائیں، بلکہ فراوانی کی زندگی پائیں۔" (یوحنا باب 10 آیت 10) اس بیان سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جو چیز قتل کرتی ہے، چوری کرتی ہے یا تباہ کرتی ہے، وہ نہ یسوع کی طرف سے ہے اور نہ اُس کے باپ کی طرف سے۔

چونکہ مصیبت خدا کی طرف سے نہیں آتی، اس لیے اُس میں خدا کا کوئی مقصد نہیں ہو سکتا۔ لیکن صرف اس وجہ سے کہ تکلیف دہ حالات میں خدا کا کوئی مقصد نہیں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کا کوئی مقصد ہی نہیں۔ ویسٹر لغت کے مطابق، "مقصد" سے مراد "وہ ہدف ہے جسے حاصل کرنا مقصود ہو۔" بائبل ہمیں بتاتی ہے کہ زمین کی تخلیق سے بھی پہلے خدا کے پاس ایک منصوبہ اور ایک مقصد موجود تھا۔

رومیوں باب 8 آیت 28 اُن لوگوں کے بارے میں کہتی ہے "جو اُس کے مقصد کے مطابق بلائے گئے ہیں۔" پھر یہی حوالہ اُس مقصد کو واضح کرتا ہے: "کیونکہ جنہیں اُس نے پہلے سے جان لیا، انہیں اُس نے پہلے سے مقرر بھی کیا کہ وہ اُس کے بیٹے کی صورت پر ڈھالے جائیں، تاکہ وہ بہت سے بھائیوں میں پہلوٹھا ٹھہرے۔"

(رومیوں باب 8 آیت 29)

تخلیقِ عالم سے پہلے ہی خدا کی یہ خواہش تھی، اور آج بھی ہے، کہ اُس کا ایک خاندان ہو۔ ہمیں خدا کے بیٹے اور بیٹیاں بننے کے لیے بلایا گیا ہے۔

جب یسوع نے کنواری مریم کے رحم میں جسم اختیار کیا تو وہ مکمل طور پر انسان بنا، مگر اُس نے مکمل طور پر خدا ہونا نہیں چھوڑا۔ زمین پر اپنی زندگی کے دوران یسوع نے خدا ہونے کے اپنے حقوق اور مراعات کو ایک طرف رکھ دیا اور آسمانی باپ پر انحصار کرتے ہوئے ایک انسان کی حیثیت سے زندگی گزاری۔ ایسا کر کے اُس نے ہمیں دکھایا کہ خدا کے بیٹے کیسے ہوتے ہیں اور کس طرح زندگی گزارتے ہیں۔

پھر یسوع صلیب پر گیا اور ہمارے گناہوں کے لیے ہماری جگہ موت مول لی۔ اُس کی موت اور قیامت نے یہ ممکن بنا دیا کہ جب ہم اُس پر اور اُس کی قربانی پر ایمان لائیں تو ہم خدا کی اولاد بن جائیں۔ رومیوں باب 8 آیت 30 اُس عمل کو بیان کرتی ہے جس کے ذریعے خدا اپنے اُس مقصد کو پورا کرتا ہے کہ ایسی اولاد پیدا کرے جو یسوع کے مانند ہو۔

"اور جنہیں اُس نے پہلے سے مقرر کیا، اُنہیں اُس نے بلایا بھی؛ اور جنہیں بلایا، اُنہیں راست باز بھی ٹھہرایا، یعنی اُنہیں بے قصور قرار دیا، راست باز بنایا اور اپنے ساتھ درست تعلق میں قائم کیا۔ اور جنہیں راست باز ٹھہرایا، اُنہیں جلال بھی بخشا، یعنی اُنہیں آسمانی عزت اور مرتبہ عطا کیا۔" (رومیوں باب 8 آیت 30)

اس مختصر کتاب میں ہم تفصیل سے یہ بیان نہیں کر سکتے کہ خدا کس طرح انسانوں کو راست باز ٹھہرا کر اور جلال بخش کر اُنہیں یسوع کی صورت میں ڈھالتا ہے۔ اتنا جان لینا کافی ہے کہ خدا اپنی منصوبہ بندی کو صلیب کے وسیلہ سے پورا کرتا ہے، جس نے انسان کے گناہ کا قرض ادا کر دیا اور اُس کی روح کے لیے انسانوں میں کام کرنے اور اُنہیں بدلنے کا راستہ کھول دیا۔ خدا کا کسی سڑک کے حادثے یا بیماری میں کوئی پوشیدہ مقصد نہیں ہوتا۔ ابتدا ہی سے اُس کا مقصد یہ رہا ہے کہ نجات کے عمل کے ذریعے گناہ گار انسانوں کو یسوع جیسے بیٹے اور بیٹیاں بنائے۔

جن واقعات کو ہم سمجھ نہیں پاتے، اُن میں معنی تلاش کرنے اور اُنہیں سمجھنے کی کوشش میں ہم اکثر کسی خاص صورتحال میں خدا کے مقصد کو ڈھونڈنے لگتے ہیں۔ لیکن خدا کا مقصد کسی ایک واقعے سے کہیں بڑا ہے۔ اُس کا ابدی منصوبہ یہ ہے کہ اُس کا ایک ایسا خاندان ہو جس میں بیٹے اور بیٹیاں ہوں جو کردار، قدرت، پاکیزگی اور محبت میں یسوع کے مانند ہوں۔ خدا صلیب کی قدرت کے ذریعے حاصل کیا ہوا ایک خاندان چاہتا ہے۔

ہم نے پہلے رومیوں باب 8 آیت 28 کا صرف ایک حصہ نقل کیا تھا۔ پوری آیت یوں کہتی ہے: "اور ہم جانتے ہیں کہ جو لوگ خدا سے محبت رکھتے ہیں، یعنی جو اُس کے مقصد کے مطابق بلائے گئے ہیں، اُن کے لیے خدا سب باتوں کو مل کر بھلائی کے لیے کام میں لاتا ہے۔" (رومیوں باب 8 آیت 28)

یہ حوالہ ہمیں یقین دلاتا ہے کہ خدا اُن تمام باتوں کو بھی، جن میں اُس کا کوئی مقصد نہیں ہوتا، اپنے اُس منصوبے کی تکمیل کے لیے استعمال کر سکتا ہے جس کا مقصد اپنے خاندان کو جمع کرنا ہے۔ چونکہ وہ قادرِ مطلق ہے، اس لیے خدا اتفاقی واقعات اور گناہ آلود انتخابوں کو بھی لے کر اپنی اُس منصوبہ بندی کو آگے بڑھانے کے لیے استعمال کر سکتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے لیے بیٹے اور بیٹیاں حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور جب وہ ایسا کرتا ہے تو وہ حقیقی برائی میں

سے بھی عظیم بھلائی پیدا کر دیتا ہے۔ آنے والے ابواب میں، میں اس اصول کو مزید تفصیل سے بیان کروں گی۔

• <<<< • >>>> •

شاید تم یہ سوچ رہے ہو: "اگر خدا ہماری آزمائشوں کا سرچشمہ نہیں ہے، تو پھر وہ زندگی کی مصیبتوں میں زیادہ مداخلت کیوں نہیں کرتا؟ آخر کار، وہ نہ صرف قادرِ مطلق ہے بلکہ محبت کرنے والا اور رحم کرنے والا بھی ہے۔"

اگلے چند ابواب ہمیں اس بارے میں مزید سمجھ فراہم کریں گے، کیونکہ ہم "کیوں" کے سوال کا جواب تلاش کرنے کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔



دکھ اور بڑی تصویر

جب لوگ "کیوں؟" کا سوال کرتے ہیں تو عموماً اُن کا اشارہ کسی خاص صورتحال کی طرف ہوتا ہے۔ "یہ میرے ساتھ کیوں ہوا؟" "یہ اُن کے ساتھ کیوں ہوا؟" اگر تم انسانی دکھ اور تکلیف کو اپنی یا کسی اور کی مخصوص صورتحال سے شروع کر کے سمجھنے کی کوشش کرو گے تو ممکن ہے کہ خدا اور اُس کے کام کرنے کے طریقے کے بارے میں غلط نتیجے پر پہنچ جاؤ۔ تمہیں بڑی تصویر سے آغاز کرنا ہوگا اور اپنی صورتحال کو خدا کے مجموعی منصوبے کے تناظر میں سمجھنا ہوگا۔

بڑی تصویر

ازل سے خدا کا یہ منصوبہ تھا کہ اُس کا ایک خاندان ہو۔ اُس نے زمین کو اپنے اور اپنے خاندان کے لیے ایک گھر کے طور پر بنایا۔ پھر اُس نے انسانوں کو اس مقصد کے لیے پیدا کیا کہ وہ اُس کے بیٹے اور بیٹیاں بنیں۔ یہی بڑی تصویر ہے۔

"دنیا کی بنیاد رکھنے سے بھی پہلے خدا نے ہم سے محبت کی اور ہمیں مسیح میں چُن لیا تاکہ ہم اُس کی نظر میں پاک اور بے عیب ہوں۔ اُس نے اپنی محبت میں پہلے ہی سے یہ ٹھہرا لیا تھا کہ یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہمیں اپنے پاس لے آئے اور ہمیں اپنے خاندان میں گود لے لے۔ یہی اُس کی خوشی اور مرضی تھی۔" افسیوں باب 1 آیات 4 اور 5

"اُس نے زمین کو آباد ہونے کے لیے پیدا کیا، نہ کہ اسے ویران اور بے ترتیب رہنے کے لیے۔"

یسعیاہ باب 45 آیت 18

"پھر میں نے تخت کی طرف سے ایک بلند آواز سنی جو کہہ رہی تھی، 'دیکھو، اب خدا کا مسکن انسانوں کے درمیان ہے! وہ اُن کے ساتھ رہے گا، اور وہ اُس کے لوگ ہوں گے، اور خدا خود اُن کے ساتھ ہوگا۔'" مکاشفہ باب 21 آیت 3

"اور میں اُن کا خدا ہوں گا، اور وہ میرے بیٹے اور بیٹیاں ہوں گے۔"

مکاشفہ باب 21 آیت 7

جیسا کہ ہم پہلے بھی گفتگو کر چکے ہیں، تخلیق کے بعد گناہ کے باعث دنیا اور تمام انسانیت بگڑ گئی۔ لیکن خدا اس سے حیران نہیں ہوا تھا۔ اُس نے انسان کو پیدا کرتے وقت ہی جان لیا تھا کہ وہ نافرمانی کے ذریعے اُس سے الگ ہونے کا انتخاب کرے گا۔

اپنے ابدی منصوبے کے تحت خدا نے اس بغاوت اور زمین پر آنے والی موت کی لعنت کا حل پہلے ہی تیار کر رکھا تھا۔ خدا خود جسم میں ظاہر ہوا، زمین پر آیا اور انسانوں کے گناہوں کے لیے جان دے دی۔ مکاشفہ باب 13 آیت 8 یسوع کو "وہ برّہ جو دنیا کی بنیاد رکھنے سے پہلے ذبح کیا گیا" کہتا ہے۔

صلیب پر یسوع نے ہمارے گناہوں کو اپنے اوپر اٹھا لیا تاکہ اُنہیں دور کرے اور اُن سے ہونے والی تباہی کا خاتمہ کرے۔ اس کے نتیجے میں جو کوئی خداوند یسوع مسیح کے سامنے سر جھکاتا ہے اور اپنے گناہوں کے لیے اُس کی قربانی کو قبول کرتا ہے، وہ خدا کے اصل مقصد میں دوبارہ شامل ہو جاتا ہے۔ وہ خدا کے بیٹے اور بیٹیاں بن جاتے ہیں۔

خدا کا موجودہ مقصد

اس وقت خدا کا بنیادی مقصد یہ نہیں ہے کہ ہر انسان کی زندگی آسان اور ہر دکھ سے خالی بنا دے۔ اُس کا اولین مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو گناہ سے نجات تک لے آئے اور مسیح پر ایمان کے وسیلہ سے اُنہیں اپنی اولاد بنا لے۔ خدا اس عارضی زندگی کے ہر دکھ اور ہر ناانصافی کو روکنے سے کہیں زیادہ انسان کی ابدی منزل کے بارے میں فکر مند ہے۔ اگر کسی شخص کی موجودہ زندگی ہر لحاظ سے کامل اور بے درد ہو، لیکن اپنے گناہ کے باعث وہ آخر کار ہمیشہ کے لیے خدا سے جدا ہو جائے، تو ایسی بہترین زندگی بھی بے معنی ہے۔

اُس بات پر غور کرو جو یسوع نے ایک دن تعلیم دیتے ہوئے فرمائی۔ مجمع میں سے ایک شخص نے اُسے پکار کر کہا کہ وہ اُس کے بھائی سے کہے کہ باپ کی میراث میں اُس کا حصہ اُسے دے دے۔ خداوند نے جواب دیا: "خبردار! ہر قسم کے لالچ سے بچو، کیونکہ کسی انسان کی زندگی اُس کے مال و دولت کی کثرت پر منحصر نہیں ہوتی۔"

(لوقا باب 12 آیت 15)

پھر یسوع نے ایک دولت مند شخص کی تمثیل سنائی جس کی زمین نے بہت زیادہ فصل پیدا کی۔ اُس کی پیداوار اتنی زیادہ تھی کہ اُس کے گودام بھر گئے۔ اُس شخص نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے پرانے گودام گرا کر اُن کی جگہ بڑے گودام بنائے گا۔

پھر میں اپنے آپ سے کہوں گا، اے جان! تیرے پاس بہت برسوں کے لیے بہت سا مال جمع ہے۔ اب آرام کر، کھا، پی اور خوشیاں منا۔ لیکن خدا نے اُس سے کہا، "اے نادان! آج ہی رات تیری جان تجھ سے واپس لے لی جائے گی، پھر جو کچھ تُو نے جمع کیا ہے وہ کس کا ہوگا؟" ایسا ہی اُس

شخص کے ساتھ ہوتا ہے جو اپنے لیے زمین پر خزانہ جمع کرتا ہے مگر خدا کے حضور دولت "مند نہیں ہوتا۔

(لوقا باب 12 آیات 19 تا 21)

اگرچہ یسوع اپنے جواب میں خاص طور پر لالچ کے موضوع پر بات کر رہا تھا، لیکن ہماری گفتگو کے لیے اس میں ایک نہایت اہم سبق موجود ہے۔ یسوع کے مطابق، اگر تمہاری زندگی انتہائی خوشحال، ہر مشکل سے خالی اور دنیا کی بہترین نعمتوں سے بھرپور بھی ہو، لیکن ایمان کے وسیلہ سے خدا کے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہ ہو، تو ایسی زندگی کا کوئی حقیقی مطلب نہیں۔

گناہ سے ملعون دنیا میں زندگی کی حقیقت یہ ہے کہ لوگ غم، نقصان اور دل شکستگی کا سامنا کرتے ہیں، اور بہت سی ضروریات اور خواہشیں پوری نہیں ہوتیں۔ اگر تم کامیابی اور فراوانی کی زندگی گزار لو اور اپنے تمام خواب پورے بھی کر لو، تب بھی بڑھاپا اور موت آخر کار سب کچھ چھین لیتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس زندگی میں خدا کی مدد، خوشی، فراہمی اور حفاظت کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ یقیناً ہے۔ لیکن زمین پر زندگی اُس وقت تک نہ دکھ سے خالی ہوگی اور یسوع کی دوسری آمد پر گناہ اور اُس کے تمام اثرات مکمل نہ ہی ہر مسئلے سے آزاد، جب تک طور پر ختم نہیں کر دیے جاتے۔

مکاشفہ کی کتاب کے آخری دو ابواب اُن تبدیلیوں کو بیان کرتے ہیں جو یسوع کے دوبارہ زمین پر آنے کے وقت رونما ہوں گی۔ وہ ہمیں اُس زندگی کی ایک حسین جھلک دکھاتے ہیں جو ہمارے آگے آنے والی ہے۔

"اور خدا اُن کی آنکھوں سے ہر آنسو پونچھ دے گا، پھر نہ موت رہے گی، نہ ماتم، نہ رونا اور نہ درد، کیونکہ پہلی سب باتیں جاتی رہیں۔"

(مکاشفہ باب 21 آیت 4)

اور پھر کبھی کوئی لعنت نہ رہے گی۔" مکاشفہ باب 22 آیت 3

ابدی نقطہ نظر

ہمیں یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ زمین پر ہماری موجودہ زندگی، جو گناہ اور موت کی لعنت کے بوجھ تلے کراہ رہی ہے، خدا کے منصوبے کا صرف ایک نہایت چھوٹا حصہ ہے۔ ہم ابدی وجود رکھنے والی ہستیاں ہیں۔ ہماری زندگی کا بڑا حصہ اس دنیا کے بعد ہے، پہلے آسمان میں اور پھر نئی زمین پر۔ نئی زمین یہی موجودہ زمین ہوگی، لیکن تبدیل ہو کر گناہ اور موت کی لعنت سے مکمل طور پر آزاد کر دی جائے گی۔

(یسعیاہ باب 65 آیت 17؛ 2 پطرس باب 3 آیت 13)

آنے والی زندگی صرف اتنی نہیں ہوگی کہ وہاں دکھ اور تکلیف ختم ہو جائیں گے، بلکہ وہاں ہر نقصان کا پورا ازالہ بھی ہوگا۔ ہر چیز درست کر دی جائے گی۔ خدا صرف آنسو ہی نہیں پونچھے گا بلکہ اُن کی جگہ ایسی خوشی بھر دے گا جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ اس موجودہ زندگی کے تمام دکھ اُس جلال کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ اس گرے ہوئے جہان

میں انسانی تاریخ کے چھ سے دس ہزار برس اور انسانوں کے تمام دکھ، ابدیت اور اُس عظیم جلال کے مقابلے میں نہایت معمولی ہیں جو آگے آنے والا ہے۔

کیونکہ میرا خیال ہے کہ اس زمانے کے دکھ درد اُس جلال کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو ہم پر ظاہر ہونے والا ہے۔ کیونکہ ساری مخلوق بڑی آرزو سے خدا کے بیٹوں کے ظاہر ہونے کی "منتظر ہے۔"

(رومیوں باب 8 آیات 18 اور 19)

کیونکہ ساری مخلوق صبر اور اُمید کے ساتھ اُس دن کی منتظر ہے جب خدا اپنی اولاد کو جلال بخشے گا۔ اُس دن کانٹے اور جھاڑیاں، گناہ، موت اور زوال، یعنی وہ سب چیزیں جنہوں نے خدا کے حکم سے دنیا کو اُس کی اصل حالت کے خلاف اپنے تابع کر رکھا ہے، ختم ہو جائیں گی، اور ہمارے اردگرد کی تمام مخلوق بھی اُس جلالی آزادی میں شریک ہوگی جس سے خدا کی اولاد "لطف اندوز ہوگی۔"

(رومیوں باب 8 آیات 19 تا 21)

میرا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ اس زندگی میں لوگوں کی برداشت کی ہوئی تکلیف کو معمولی ثابت کروں۔ لیکن بڑی تصویر کو صحیح نقطہ نظر سے دیکھنا ہماری مشکلات کے بوجھ کو ہلکا کر سکتا ہے۔ جب کوئی بچہ اپنا پسندیدہ کھلونا کھو دیتا ہے، یا جب کسی نوجوان کو رقص کی تقریب کے لیے کوئی ساتھی نہیں ملتا، تو اُس وقت واقعی اُس کا دل ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن بالغ نظری اور پوری زندگی کے تناظر میں ہم سمجھتے ہیں کہ وہ واقعات اُس لمحے جتنے تباہ کن محسوس ہوتے ہیں، حقیقت میں اتنے نہیں ہوتے۔

میں ہرگز یہ نہیں کہہ رہی کہ کسی عزیز کو کھو دینے کا غم ایک کھلونا کھو دینے کے برابر ہے، یا یہ کہ کسی معصوم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا موازنہ کسی تقریب کے لیے ساتھی نہ ملنے سے کیا جا سکتا ہے۔ میرا مقصد صرف یہ دکھانا ہے کہ ایک مختلف نقطہ نظر زندگی کے صدموں کا بوجھ ہلکا کر سکتا ہے۔ آسمان پر کوئی شخص اس بات پر غم نہیں کر رہا ہوگا کہ اُس نے اپنی زمینی زندگی میں انتہائی سخت حالات کا سامنا کیا تھا یا وہ نہایت ظالمانہ یا المناک حالات میں اس دنیا سے رخصت ہوا تھا۔

جو لوگ خداوند کو جانتے ہیں، اُن کے لیے اس موجودہ زندگی کے تمام نقصانات اور غم وقتی ہیں۔ اس دنیا کی ناانصافیاں، دل شکستگی اور المناک واقعات آخر کار آنے والی زندگی میں ہمیشہ کے لیے درست کر دیے جائیں گے۔ یہی حقیقت ہمیں اُن بے شمار آزمائشوں کے درمیان ثابت قدم رہنے کی قوت بخشتی ہے جن کا ہمیں اس دنیا میں سامنا کرنا پڑتا ہے۔

خدا قادرِ مطلق ہے

اگرچہ ہم زندگی کی مشکلات سے مکمل طور پر نہیں بچ سکتے، پھر بھی یہ حقیقت ہمارے لیے حوصلہ افزا ہے کہ خدا قادرِ مطلق ہے۔ بہت سے لوگ خدا کی حاکمیت کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے، اُس کے پیچھے براہِ راست یا بالواسطہ خدا ہی ہوتا ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ چونکہ خدا قادرِ مطلق ہے، اس لیے وہ لوگوں کے ساتھ بھلائی بھی کرتا ہے اور برائی بھی۔ لیکن خدا کی حاکمیت کی یہ تشریح اُس بات کے خلاف ہے جو یسوع نے ہمیں خدا کے بارے میں

دکھائی۔ خدا کی حاکمیت کی درست سمجھ یہ ہے کہ وہ پوری کائنات میں اعلیٰ ترین قدرت اور کامل اختیار رکھتا ہے۔

اپنی قدرت اور اختیار کی وجہ سے خدا ہر اُس چیز کو، جو واقع ہوتی ہے، اپنے اُس مقصد کی تکمیل کے لیے استعمال کر سکتا ہے کہ اُس کا ایک خاندان ہو۔ وہ اُن اتفاقی واقعات کو بھی، جن کا سرچشمہ وہ خود نہیں ہے، یعنی وہ حادثاتی واقعات جو گناہ کے باعث اس دنیا کی بگڑی ہوئی حالت میں پیش آتے ہیں، اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے بروئے کار لا سکتا ہے۔ جب خدا اپنے خاندان کو جمع کرتا ہے تو وہ حقیقی برائی میں سے بھی عظیم بھلائی پیدا کر سکتا ہے۔

اپنے خاندان کو حاصل کرنے کے اسی مقصد کے بارے میں بائبل کہتی ہے کہ خدا "سب کچھ اپنی مرضی کے منصوبے کے مطابق عمل میں لاتا ہے۔" (افسیوں باب 1 آیت 11) اور "جو لوگ خدا سے محبت رکھتے ہیں اور اُس کے مقصد کے مطابق بلائے گئے ہیں، اُن کے لیے وہ سب باتوں کو مل کر بھلائی کے لیے کام میں لاتا ہے۔" (رومیوں باب 8 آیت 28) یہ اُن تمام لوگوں کے لیے نہایت حوصلہ افزا خبر ہے جو گناہ سے ملعون دنیا میں زندگی گزار رہے ہیں، جہاں مصیبتیں اور آزمائشیں روزمرہ زندگی کا حصہ ہیں۔ آنے والے ابواب میں ہم چند حیرت انگیز مثالوں پر غور کریں گے کہ خدا اپنی حاکمیت میں کس طرح ایسا کرتا ہے۔ (خدا کی حاکمیت پر مزید تفصیلی ملاحظہ کریں۔ خدا اچھا ہے... اور اچھا ہونے کا مطلب اچھا ہی ہے گفتگو کے لیے میری کتاب

تکلیف کا بھید

انسانی تکلیف کا موضوع بہت سے بھیدوں میں گھرا ہوا ہے۔ اس وقت کوئی بھی پوری طرح یہ نہیں سمجھا سکتا کہ ہر قسم کی تکلیف اور درد کیوں پیش آتا ہے۔ لیکن جن باتوں کو ہم ابھی تک نہیں سمجھتے، انہیں ہمیں اُس حقیقت کو کمزور کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے جسے ہم یسوع کے وسیلہ سے خدا کی بھلائی کے بارے میں واضح طور پر جانتے ہیں۔

پوشیدہ باتیں تو خداوند ہمارے خدا کی ہیں، لیکن جو باتیں ظاہر کر دی گئی ہیں وہ ہمیشہ کے "لیے ہماری اور ہماری اولاد کی ہیں۔"

(استثنا باب 29 آیت 29)

اگر ہم استثنا کے اس پورے حصے کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اس کا تعلق گناہ کے باعث آنے والی تکلیف سے ہے۔ خدا نے اپنے نبی موسیٰ کے ذریعے اسرائیل کو پہلے ہی خبردار کر دیا تھا کہ اگر وہ اُسے چھوڑ کر جھوٹے معبودوں کی پرستش کریں گے، جیسا کہ بعد میں انہوں نے کیا، تو وہ اپنے دشمنوں کے ہاتھوں سخت مصیبتیں اٹھائیں گے۔ اگرچہ خدا نے پہلے ہی انہیں بتا دیا تھا کہ کیا ہوگا اور کیوں ہوگا، پھر بھی وہ جانتا تھا کہ جب یہ سب پیش آئے گا تو بعض لوگوں کے ذہنوں میں سوالات ضرور پیدا ہوں گے۔ اس لیے خدا نے پہلے ہی انہیں یہ نصیحت کی کہ جن باتوں کو تم نہیں سمجھتے، انہیں اُس علم کو کمزور نہ کرنے دو جو تم پہلے ہی جانتے ہو۔ ہمیں بھی خدا کی اس تعلیم پر عمل کرنا چاہیے۔

کیوں یا کیا؟

ایک مرتبہ جب میں بائبل پڑھ رہی تھی تو میں نے ہر اُس مقام کو نوٹ کیا جہاں کسی نے "کیوں؟" کا سوال کیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ بہت کم لوگوں کو وہ جواب ملا جس کی وہ توقع رکھتے تھے، کیونکہ بائبل ہمیشہ "کیوں" کا جواب نہیں دیتی۔ بلکہ وہ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ "کیا" کرنا چاہیے۔

کیوں؟" ایک جائز سوال ہو سکتا ہے، لیکن زندگی کی آزمائشوں کے درمیان یہ ہمیشہ وہ سب سے اہم سوال نہیں ہوتا جس کا جواب تمہیں درکار ہو۔ صرف یہ جان لینا کہ کوئی بات کیوں ہوئی، خود بخود مسئلے کو حل نہیں کرتا۔ مثال کے طور پر، اگر تمہیں یہ معلوم بھی ہو جائے کہ تمہاری گاڑی کیوں اسٹارٹ نہیں ہو رہی، تب بھی تم کہیں نہیں جا سکو گے جب تک تمہیں یہ معلوم نہ ہو کہ اب اس مسئلے کے بارے میں کیا کرنا ہے۔

غور کرو، جب یسوع کے شاگردوں نے اُس سے پوچھا کہ ایک خاص شخص پیدائشی اندھا کیوں تھا، تو یسوع نے انہیں کس طرح جواب دیا۔

راستے میں جاتے ہوئے یسوع نے ایک شخص کو دیکھا جو پیدائش ہی سے اندھا تھا۔ اُس کے "شاگردوں نے اُس سے پوچھا، 'اے اُستاد، کس نے گناہ کیا تھا، اس شخص نے یا اُس کے والدین نے، کہ یہ اندھا پیدا ہوا؟' یسوع نے جواب دیا، 'نہ اس شخص نے گناہ کیا اور نہ اُس کے والدین نے، بلکہ یہ اس لیے ہوا کہ خدا کے کام اُس میں ظاہر ہوں۔ جب تک دن ہے، مجھے اُس کے کام "کرنا ہیں جس نے مجھے بھیجا ہے، کیونکہ رات آنے والی ہے جب کوئی کام نہیں کر سکتا۔"

(یوحنا باب 9 آیات 1 تا 4)

یہ کہہ کر اُس نے زمین پر تھوکا، اپنے تھوک سے مٹی بنائی اور اُس شخص کی آنکھوں پر "لگائی۔ پھر اُس سے کہا، 'جا، شیلوح کے حوض میں جا کر دھو لے۔' وہ گیا، دھویا، اور بینا ہو کر "واپس آیا۔"

(یوحنا باب 9 آیات 6 تا 7)

اُس دن یسوع نے اپنے شاگردوں کے "کیوں؟" والے سوال کا براہِ راست جواب نہیں دیا۔ اُس نے صرف اتنا بتایا کہ اُس شخص کا اندھا پن نہ اُس کے اپنے گناہ کا نتیجہ تھا اور نہ اُس کے والدین کرنے جا رہا ہے، کیا کے گناہ کا۔ اس کے بجائے یسوع نے اپنے شاگردوں کو بتایا کہ اب وہ یعنی خدا کے کام ظاہر کرتے ہوئے اُس اندھے شخص کو شفا دینا۔

آگے بڑھنے سے پہلے ہمیں اس حوالے کی ایک عام لیکن غلط تشریح پر مختصراً غور کرنا چاہیے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یسوع کے جواب کا مطلب یہ تھا کہ یہ شخص خدا کی مرضی کے مطابق اندھا پیدا ہوا تھا، تاکہ بعد میں خدا اُسے شفا دے کر اپنی قدرت ظاہر کرے۔ لیکن یہ تشریح درست نہیں ہے۔ درج ذیل باتوں پر غور کریں

اگر اندھا پن خدا کا کام تھا، تو جب یسوع نے اُس شخص کو شفا دی تو اُس نے خدا کا کام کرتے ہوئے خدا ہی کے کام کو ختم کر دیا۔ اندھا پن اور شفا دونوں ایک ہی وقت میں خدا کے کام نہیں ہو سکتے۔ اگر کسی بھی مرحلے پر اُس شخص کا اندھا پن خدا کی مرضی تھا، تو اُسے شفا دے کر یسوع نے خدا کی مرضی کے خلاف عمل کیا۔

خدا اپنے ہی خلاف کام نہیں کرتا کہ پہلے انسانوں کو تکلیف دے اور پھر خود ہی انہیں اُس تکلیف سے آزاد کرے۔ ایک موقع پر فریسیوں نے یسوع پر الزام لگایا کہ وہ شیطان کی قدرت سے بدروحیں نکالتا ہے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا، "اگر شیطان ہی شیطان کو نکالے تو وہ اپنے ہی خلاف تقسیم ہو گیا، پھر اُس کی بادشاہی کیسے قائم رہ سکتی ہے؟" (متی باب 12 آیت 26) اگر شیطان اپنے ہی مفاد کے خلاف کام نہیں کرتا تو یقیناً خدا بھی ایسا نہیں کرتا۔ خدا کی بادشاہی تقسیم شدہ نہیں ہے۔

اس گرے ہوئے جہان میں پہلے ہی بیمار لوگوں کی کوئی کمی نہیں۔ خدا کو اپنی قدرت ظاہر کرنے کے لیے لوگوں کو بیمار کرنے یا بیماری میں رہنے دینے کی ضرورت نہیں۔

جب ہم اصل یونانی زبان کے بعض پہلوؤں کو سمجھتے ہیں تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اُس شخص کے اندھے پن کے پیچھے کسی بھی طرح خدا نہیں تھا، اور یسوع کی توجہ "کیوں؟" کے بجائے "کیا کرنا ہے؟" پر تھی۔

"اُس کے شاگردوں نے اُس سے پوچھا، 'اے اُستاد، کس نے گناہ کیا تھا، اس شخص نے یا اُس کے والدین نے، کہ یہ اندھا پیدا ہوا؟' یسوع نے جواب دیا، 'نہ اس شخص نے گناہ کیا اور نہ اُس کے والدین نے، بلکہ خدا کے کام اُس میں ظاہر ہوں۔ مجھے اُس کے کام کرنا ہیں جس نے مجھے بھیجا ہے، جب تک دن ہے۔'" (یوحنا باب 9 آیات 2 تا 4)

شاگردوں کے سوال اور یسوع کے جواب دونوں میں "کہ" (یا "تاکہ") کے استعمال پر غور کریں۔ اصل یونانی زبان میں یہ لفظ بعض اوقات مقصد (کیوں) کو ظاہر کرتا ہے اور بعض اوقات نتیجہ (کیا) کو۔ اس مقام پر یہ مقصد نہیں بلکہ نتیجہ ظاہر کرتا ہے۔

شاگردوں نے پوچھا: کس کے گناہ کے نتیجے میں یہ شخص اندھا پیدا ہوا؟

یسوع نے جواب دیا: نہ اس شخص کے گناہ نے اور نہ اُس کے والدین کے گناہ نے اس اندھے پن کو پیدا کیا، بلکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا کے کام ظاہر ہوں گے اور یہ شخص شفا پائے گا۔

پھر یسوع نے اُن کی توجہ اس بات کی طرف موڑ دی کہ "اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔" یسوع نے فرمایا: مجھے خدا کے کام انجام دینے ہیں اور اس شخص کو شفا دینی ہے۔



اگرچہ ہم ہمیشہ یہ نہیں جانتے کہ کوئی خاص مصیبت کیوں آتی ہے (اس عمومی حقیقت کے علاوہ کہ یہ گناہ سے ملعون دنیا میں زندگی کا حصہ ہے)، پھر بھی ہم خدا کی بھلائی اور اُس کے مقصد کو جانتے ہیں۔ اس لیے ہم یقین رکھ سکتے ہیں کہ وہ ہماری مشکلات میں سے بھی بھلائی پیدا کرے گا اور انہیں اپنے اُس ابدی مقصد کی تکمیل کے لیے استعمال کرے گا کہ اُس کا ایک

خاندان ہو۔ ہم اس بات کا پورا بھروسہ رکھ سکتے ہیں کہ اُس واقعے سے ہونے والا ہر نقصان عارضی ہے۔ اور ہم ایمان کے ساتھ جان سکتے ہیں کہ اُس صورتحال کا غم، درد اور ناانصافی ایک دن مکمل طور پر ختم کر دی جائے گی اور سب کچھ درست کر دیا جائے گا۔ آگے ہم چند مثالوں پر غور کریں گے کہ خدا یہ سب کس طرح کرتا ہے۔



خدا کی محبت اور ہمارے حالات

ایک بائبل کے استاد کے طور پر لوگوں نے مجھ سے اکثر یہ سوال کیا ہے: "یہ سانحہ میرے ساتھ ہی کیوں پیش آیا؟" بعض اوقات میرے جواب دینے سے پہلے ہی وہ خود اپنے سوال کا جواب "دیتے ہوئے کہتے ہیں: "شاید خدا مجھ سے محبت نہیں کرتا۔"

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ زندگی میں پیش آنے والے اچھے اور برے واقعات اس بات کی علامت ہیں کہ خدا ان سے زیادہ یا کم محبت کرتا ہے۔ اگر سب کچھ ٹھیک چل رہا ہو تو وہ مطمئن ہوتے ہیں کہ خدا ان سے محبت کرتا ہے، لیکن جب حالات بگڑنے لگتے ہیں تو وہ یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ خدا ان سے کم محبت کرتا ہے یا بالکل محبت نہیں کرتا۔ مگر زندگی کے نشیب و فراز خدا کی محبت کا پیمانہ نہیں ہیں۔ اس باب میں جب ہم "کیوں" کے سوال کا جواب تلاش کریں گے تو ہم خدا کی محبت اور ہماری مشکلات کے درمیان تعلق کا مطالعہ کریں گے۔

بے شرط محبت۔

انسان کے لیے خدا کی محبت بے شرط ہے، یعنی اس کی محبت حاصل کرنے کے لیے ہمیں کوئی شرط پوری کرنے کی ضرورت نہیں، اور نہ ہی ہم ایسا کچھ کر سکتے ہیں جس سے اس کی محبت ہم سے چھن جائے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کا ایک اچھا طریقہ ایک خوشبودار پھول کی مثال ہے۔ وہ ہر شخص کے لیے اپنی خوشبو بکھیرتا ہے۔ خواہ اس کے پاس ایک نیک شخص آئے یا ایک بدکار، دونوں یکساں طور پر اس کی خوشبو سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ پھول ایک شخص سے اپنی خوشبو روک کر دوسرے کو نہیں دے سکتا، کیونکہ خوشبو بکھیرنا اس کی فطرت ہے۔ خدا کی محبت بھی اسی طرح ہے۔

خدا کی محبت ہمارے اندر موجود کسی خوبی یا خامی کا ردِ عمل نہیں ہے۔ وہ تم سے اس لیے محبت نہیں کرتا کہ تم اچھے ہو، اور نہ ہی وہ تم سے اس لیے محبت روک لیتا ہے کہ تم برے ہو۔ خدا تم سے محبت کرتا ہے کیونکہ وہ محبت ہے۔ تمہارے لیے اس کی محبت اس کی اپنی ذات اور فطرت کا اظہار ہے۔ تمہیں خدا کی محبت اس لیے نہیں ملی کہ تم نے کچھ درست کیا، بلکہ اس لیے کہ وہ محبت ہے (1 یوحنا باب 4 آیت 8)۔ محبت کرنا اس کی فطرت ہے، اور وہ اپنی فطرت کے خلاف عمل نہیں کر سکتا۔

خدا تمہاری کمزوریوں کی وجہ سے اپنی محبت تم سے نہیں روکتا بلکہ وہ تمہاری کمزوریوں سمیت تم سے محبت کرتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہمارے اعمال کی کوئی اہمیت نہیں۔ ہمیں پاکیزہ زندگی گزارنے کے لیے بلایا گیا ہے، لیکن راست زندگی گزارنے کا مقصد خدا کی محبت یا اس کی برکت حاصل کرنا نہیں، کیونکہ یہ چیزیں کمائی نہیں جا سکتیں۔ پاکیزہ زندگی خدا کو جلال دیتی ہے۔ ہمیں اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ ہم خدا کے بیٹے اور بیٹیاں بنیں اور اپنے اردگرد کی دنیا کے سامنے اس کی پاکیزگی کو درست طور پر منعکس کرتے ہوئے اس کے جلال کا اظہار کریں۔

"تاکہ ہم، جنہوں نے پہلے مسیح پر امید رکھی، اس کے جلال کی حمد کے لیے زندگی گزاریں۔"
(افسیوں باب 1 آیت 12)

خدا کے فرمانبردار بنو کیونکہ تم اس کے فرزند ہو۔ اپنی سابقہ بری خواہشات کی طرف دوبارہ "نہ لوٹو، جب تم نادان تھے۔ بلکہ جیسے وہ مقدس ہے جس نے تمہیں بلایا ہے، ویسے ہی تم بھی" اپنے تمام چال چلن میں مقدس بنو، کیونکہ لکھا ہے: "تم مقدس بنو کیونکہ میں مقدس ہوں۔"
(پطرس باب 1 آیات 14 تا 16)

صلیب اور خدا کی محبت۔

یسوع مسیح کی صلیب انسان کے لیے خدا کی بے شرط محبت کا سب سے عظیم اظہار ہے۔ یہ ہماری نیکی یا ہماری اہلیت کی وجہ سے نہیں بلکہ خدا کی محبت کی بنا پر تھا۔ صلیب پر خدا نے ہمارے لیے اپنی محبت اس وقت ظاہر کی جب ہم اپنی بدترین حالت میں تھے۔ یسوع تمہارے اور میرے لیے اس وقت مرا جب ہم گناہ گار تھے، خدا کے دشمن تھے، اور اس کے خلاف مکمل بغاوت میں زندگی گزار رہے تھے۔

لیکن خدا ہم پر اپنی محبت اس طرح ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم ابھی گناہ گار ہی تھے تو مسیح "ہمارے لیے مرا۔۔۔ کیونکہ جب ہم خدا کے دشمن تھے تو اس کے بیٹے کی موت کے وسیلے سے" ہمارا خدا کے ساتھ میل ملاپ ہوا۔

(رومیوں باب 5 آیات 8 تا 10)

"خدا نے اپنی محبت ہمارے درمیان اس طرح ظاہر کی کہ اس نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا تاکہ ہم اس کے وسیلے سے زندگی پائیں۔ محبت یہ نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت کی، بلکہ یہ ہے کہ اس نے ہم سے محبت کی اور اپنے بیٹے کو ہمارے گناہوں کے کفارے کے لیے قربانی ہونے کو بھیجا۔" (1 یوحنا باب 4 آیات 9 تا 10)

"کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا، تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے وہ ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔" (یوحنا باب 3 آیت 16)

خدا کی محبت نے اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ تمہاری سب سے بڑی ضرورت، یعنی تمہارے گناہوں سے نجات، پوری کرے۔ اگر خدا نے تم سے تمہارے بدترین دن میں محبت کی، یعنی اس وقت جب تم نے ابھی تک خداوند یسوع مسیح کے حضور اپنے گھٹنے نہیں ٹیکے تھے، تو اب جبکہ تم اس کے بیٹے یا بیٹی ہو، وہ تم سے کم محبت کیوں کرے گا؟ اس کی محبت اچانک تمہارے لیے مشروط کیوں ہو جائے گی؟ اب اس کی محبت کو اپنے اعمال کے ذریعے کمانا کیوں ضروری ہو گا؟

مسیح کی صلیب وہ قطعی معیار ہے جس کے ذریعے ہم جانتے ہیں کہ خدا ہم سے محبت کرتا ہے۔ جب ہمیں یہ محسوس نہیں ہوتا کہ خدا ہم سے محبت کرتا ہے، تو صلیب ہمارے احساسات پر غالب آ جاتی ہے۔ جب ہمارا ذہن یہ سوال کرتا ہے کہ خدا ایسے شخص سے کیسے محبت کر سکتا ہے جو ہماری طرح بار بار ناکام ہوتا ہے، تو صلیب ان خیالات کا جواب دیتی ہے۔ جب زندگی کی مشکلات گویا پکار پکار کر کہتی ہیں کہ خدا ہماری پروا نہیں کرتا، تو صلیب ہمارے حالات پر غالب آ جاتی ہے۔ صلیب ہمیں دکھاتی ہے کہ خدا کی نگاہ میں ہماری کتنی قدر اور اہمیت ہے۔ اس سچائی کو جان لینے کے بعد ہم ہر اس ظاہری چیلنج کو خاموش کر سکتے ہیں جو خدا کی محبت کے یقین پر سوال اٹھاتا ہے۔

قدر اور اہمیت۔

ہم میں سے بہت سے لوگوں کے لیے یہ یقین کرنا مشکل ہوتا ہے کہ خدا ہم سے محبت کرتا ہے، کیونکہ ہم اپنی قدر اور اہمیت کو اپنی کامیابیوں، اپنی فتوحات اور اپنی صلاحیتوں سے جوڑ دیتے ہیں۔ اسی لیے جب ہم ناکام ہوتے ہیں یا اپنی توقعات پر پورا نہیں اترتے تو ہمیں یقین ہونے لگتا ہے کہ خدا کی محبت ہمارے لیے کم ہو گئی ہے۔

لیکن حقیقی قدر اور اہمیت کا تعین اس بات سے ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کے لیے کتنی قیمت ادا کرنے پر آمادہ ہے۔ اس مثال پر غور کریں: ایک خاتون اپنے گھر کے باہر پرانی اشیاء فروخت کرنے کے لیے رکھی ہوئی ہے، اور ان چیزوں میں ایک چراغ بھی شامل ہے۔ اسے وہ چراغ کبھی پسند نہیں تھا۔ یہ اسے ایک ایسے شخص نے دیا تھا جسے وہ پسند نہیں کرتی تھی۔ اس کی نظر میں وہ چراغ ایک بے کار چیز تھی جسے وہ کوڑے میں پھینک دینا ہی بہتر سمجھتی تھی۔ اتنے میں ایک دوسری خاتون وہاں آتی ہے اور اس چراغ کو دیکھتی ہے۔ اس کی نظر میں وہ چراغ سب سے خوبصورت چیز ہے جو اس نے کبھی دیکھی ہے۔ وہ فوراً اپنے پرس میں پیسے تلاش کرنے لگتی ہے، اس امید کے ساتھ کہ اس کے پاس اتنی رقم ہو کہ وہ اس خزانے کو خرید سکے۔

اس چراغ کی قدر کے بارے میں دونوں خواتین کی رائے میں فرق کس چیز نے پیدا کیا؟ خود چراغ میں کوئی فرق نہیں تھا بلکہ فرق ان دونوں کے اندر تھا، یعنی اس چیز کے بارے میں ان کی قدر شناسی میں۔ اسی طرح خدا نے ہمیں اپنے بیٹے کی موت کے لائق قیمتی سمجھا۔ وہ یسوع مسیح کے قیمتی خون کی قیمت ادا کرنے پر آمادہ تھا کیونکہ وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہم اس کے خاندان کے فرد بن جائیں۔

"کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا بدن روح القدس کا مقدس ہے، جو تمہارے اندر بستا ہے اور جو تمہیں خدا کی طرف سے ملا ہے؟ تم اپنے نہیں ہو، کیونکہ تم بڑی قیمت سے خریدے گئے ہو۔ پس اپنے بدن کے وسیلے سے خدا کو جلال دو۔" (1 کرنتھیوں باب 6 آیات 19 تا 20)

"کیونکہ تم جانتے ہو کہ خدا نے تمہیں چھڑانے کے لیے قیمت ادا کی... اور جو قیمت اس نے ادا کی وہ سونا یا چاندی جیسی فنا ہونے والی چیزیں نہ تھیں بلکہ مسیح کے قیمتی خون کی تھی، جو ایک بے عیب اور بے داغ برہ تھا۔"

(1 پطرس باب 1 آیات 18 تا 19)

ہم "کیوں" کے سوال سے جزوی طور پر اس لیے بھی الجھتے ہیں کیونکہ ہم امید رکھتے ہیں کہ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ کوئی واقعہ کیوں پیش آیا تو اس سے اس واقعے کو معنی مل جائیں گے اور ہمیں یقین ہو جائے گا کہ ہماری زندگی کی قدر ہے۔ ہمیشہ یہ بات یاد رکھو کہ تمہاری قدر اور اہمیت اس حقیقت سے آتی ہے کہ خدا تم سے محبت کرتا ہے، اس نے تمہیں خرید لیا ہے، اور اس کے بیٹے یا بیٹی ہونے کے ناطے تم اس کے ابدی منصوبے کا حصہ ہو۔

پولس اور خدا کی محبت

اگر پریشان کن اور تکلیف دہ حالات اس بات کا ثبوت ہوتے کہ خداوند کی محبت ہمارے لیے کم ہو گئی ہے، تو پھر خدا رسول پولس سے برگز محبت نہیں کرتا تھا۔ لیکن جب ہم پولس کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ مسیحی بننے کے وقت سے لے کر اپنے ایمان کی خاطر شہید ہونے تک اس نے بے شمار سخت مصیبتوں کا سامنا کیا۔ اس نے مصیبتیں، ایذا رسانی، بھوک، ہر وقت موت کے خطرے، شیطان کی طرف سے اذیت، اور اُن کلیسیاؤں کی فکر برداشت کی جن کی وہ نگہبانی کرتا تھا (2 کرنتھیوں باب 11 آیات 23 تا 29)۔

اس کے باوجود جب ہم پولس کی تحریریں پڑھتے ہیں تو ہمیں کہیں بھی ایسے الفاظ نہیں ملتے: "خدا میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہا ہے؟" "میں نے ایسی کون سی غلطی کی ہے؟" "شاید خدا مجھ سے محبت نہیں کرتا۔" پولس جانتا تھا کہ جن مصیبتوں کا اس نے سامنا کیا وہ اس کے لیے خدا کی محبت کی مقدار کا اظہار نہیں تھیں۔ وہ یقین رکھتا تھا کہ خدا اس کی فکر کرتا ہے، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ مسیح کی صلیب خدا کی محبت کا سب سے بڑا اظہار ہے۔ یہی خود پولس کی گواہی بھی تھی۔

"میں اب جو زندگی جسم میں گزارتا ہوں، وہ خدا کے بیٹے پر ایمان رکھنے سے گزارتا ہوں، جس نے مجھ سے محبت کی اور اپنے آپ کو میرے لیے قربان کر دیا۔" (گلتیوں باب 2 آیت 20)

"کون ہمیں مسیح کی محبت سے جدا کرے گا؟ کیا مصیبت، یا تنگی، یا ایذا رسانی، یا بھوک، یا ننگا پن، یا خطرہ، یا تلوار؟ ... نہیں، ان سب باتوں میں ہم اس کے وسیلے سے جس نے ہم سے محبت کی، کامل فتح پاتے ہیں۔"

(رومیوں باب 8 آیات 35 تا 37)

اس کتاب میں اب تک نقل کیے گئے بہت سے حوالہ جات اُن صحائف میں سے ہیں جو پولس نے لکھے۔ وہ نہ صرف ہمیں "کیوں" کے سوال کا درست جواب دینے میں مدد دیتے ہیں بلکہ یہ بھی سمجھاتے ہیں کہ پولس اپنی زندگی کی بے شمار مصیبتوں کو کس نظر سے دیکھتا تھا۔

• پولس جانتا تھا کہ خدا کی محبت اس کے اعمال کا ردِ عمل نہیں تھی۔ وہ سمجھتا تھا کہ خدا اس سے اُس وقت بھی محبت کرتا تھا جب وہ گناہ گار تھا، خدا کا دشمن تھا، اور مسیحیوں کو ستاتا تھا (رومیوں باب 5 آیات 8 تا 10؛ 1 تیمتھیس باب 1 آیات 15 تا 16)۔

• پولس جانتا تھا کہ اس کی آزمائشیں خدا کی طرف سے نہیں آئیں۔ وہ سمجھتا تھا کہ زندگی اس لیے مشکل ہے کیونکہ آدم کے گناہ کے سبب موت کی لعنت دنیا میں داخل ہوئی (رومیوں باب 5 آیت 12؛ باب 8 آیات 19 تا 21)۔

• پولس جانتا تھا کہ انسان گناہ آلود فطرت کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں، اور شیطان اُن کے اندر اور اُن کے ذریعے کام کر کے زندگی میں بہت سی خرابیاں پیدا کرتا ہے (رومیوں باب 5 آیت 19؛ افسیوں باب 2 آیات 1 تا 3)۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ شیطان لوگوں کو ستاتا ہے اور خدا کے بارے میں جھوٹ پیش کرتا ہے تاکہ اس پر ہمارا ایمان کمزور کر دے (2 کرنتھیوں باب 11 آیت 3؛ باب 12 آیت 7؛ افسیوں باب 6 آیات 11 تا 12)۔

پولس سمجھتا تھا کہ یہی تمام باتیں زندگی کی جدوجہد اور مصیبتوں کا سبب بنتی ہیں۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ خدا انہی مصیبتوں کو استعمال کر سکتا ہے اور اپنے خاندان کو جمع کرتے ہوئے انہیں اپنی نیک مرضی کی تکمیل کے لیے کام میں لا سکتا ہے۔ اسی لیے پولس نے لکھا:

"اور ہم جانتے ہیں کہ جو خدا سے محبت رکھتے ہیں، یعنی جو اس کے ارادے کے مطابق بلائے گئے ہیں، اُن کے لیے خدا سب چیزوں کو مل کر بھلائی کے لیے کام میں لاتا ہے۔ کیونکہ جنہیں اس نے پہلے سے جان لیا، انہیں اپنے بیٹے کی صورت پر ہونے کے لیے بھی پہلے سے مقرر کیا، تاکہ وہ بہت سے بھائیوں اور بہنوں میں پہلوٹھا ہو۔ اور جنہیں اس نے پہلے سے مقرر کیا، انہیں بلایا بھی؛ اور جنہیں بلایا، انہیں راست باز بھی ٹھہرایا؛ اور جنہیں راست باز ٹھہرایا، انہیں جلال بھی بخشا۔" (رومیوں باب 8 آیات 28 تا 30)

پولس یہ بھی جانتا تھا کہ انسان کے لیے خدا کے منصوبے اور اُس منصوبے کو پورا کرنے کے لیے اُس نے جو عظیم قیمت ادا کی، اُس کی روشنی میں خدا اس کے حق میں ہے۔ اگر خدا اس کے حق میں ہے تو کوئی بھی چیز مستقل طور پر اس کے خلاف کامیاب نہیں ہو سکتی۔

"پس ہم ان باتوں کے بارے میں کیا کہیں؟ اگر خدا ہماری طرف ہے تو کون ہمارے خلاف ہو سکتا ہے؟ جس نے اپنے ہی بیٹے کو دریغ نہ کیا بلکہ ہم سب کی خاطر اسے ہمارے حوالے کر دیا، وہ اس کے ساتھ ہمیں سب کچھ کیوں نہ بخشے گا؟" (رومیوں باب 8 آیات 31 تا 32)

پولس پوری تصویر کو سمجھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ خدا نے اپنی محبت میں اس کی سب سے بڑی ضرورت، یعنی اس کے گناہوں سے نجات، پوری کر دی ہے، اور باقی تمام باتوں کی بھی وہ خود فکر کرے گا۔ اسی یقین نے پولس کی نہایت سخت زندگی کا بوجھ ہلکا کر دیا۔ اس نے لکھا:

"کیونکہ ہماری یہ عارضی اور معمولی مصیبت ہمارے لیے ایسا ابدی اور بے حد عظیم جلال پیدا کرتی ہے جس کی کوئی نسبت نہیں۔ اس لیے ہم نظر آنے والی چیزوں پر نہیں بلکہ اُن چیزوں پر نگاہ رکھتے ہیں جو نظر نہیں آتیں، کیونکہ جو چیزیں نظر آتی ہیں وہ عارضی ہیں، مگر جو نظر نہیں آتیں وہ ابدی ہیں۔" (2 کرنتھیوں باب 4 آیات 17 تا 18)

اس عظیم رسول نے سمجھ لیا تھا کہ اس وقت خدا کا بنیادی مقصد زندگی کی تمام مصیبتوں کو ختم کرنا نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد تمام انسانوں کو اُن کے گناہوں سے نجات تک پہنچانا اور مسیح پر ایمان کے ذریعے انہیں اپنے بیٹے اور بیٹیاں بنانا ہے۔ اس تناظر میں کہ خدا کس طرح انسانوں

کے گناہ آلود فیصلوں کو بھی اپنے ابدی مقصد کی تکمیل کے لیے استعمال کرتا ہے، پولس نے اعلان کیا:

"واہ! خدا کی دولت، حکمت اور علم کس قدر گہرے ہیں! اُس کے فیصلے کس قدر ناقابلِ فہم اور اُس کی راہیں کس قدر انسانی سمجھ سے بالاتر ہیں!" (رومیوں باب 11 آیت 33)

ابدیت میں، جب ہم پوری تصویر دیکھیں گے اور تمام حقائق ہمارے سامنے ہوں گے، تب ہم بھی خدا کی حکمت اور اُس کے مقصد پر حیران رہ جائیں گے۔ ہم دیکھیں گے کہ اُس نے گناہ کی لعنت میں جکڑی ہوئی دنیا کی حقیقتوں کو کس طرح استعمال کیا اور اپنے خاندان کو حاصل کرنے کے اپنے منصوبے کو کس شان سے پورا کیا۔



خدا ہم سے اس لیے محبت نہیں کرتا کہ ہم اچھے ہیں بلکہ اس لیے کہ وہ محبت ہے۔ خدا ہمیں اسی محبت سے محبت کرتا ہے جس محبت سے وہ یسوع، اپنے کامل بیٹے، سے محبت کرتا ہے۔ جس رات یسوع صلیب پر جانے والا تھا، اُس نے اپنے باپ، جو ہمارا بھی باپ ہے، سے دعا کی: "تاکہ دنیا جان لے کہ تُو نے مجھے بھیجا ہے، اور یہ بھی جان لے کہ تُو اُن سے اتنی ہی محبت رکھتا ہے جتنی مجھ سے رکھتا ہے۔" (یوحنا باب 17 آیت 23)

کیا تم جاننا چاہتے ہو کہ خدا تم سے محبت کرتا ہے یا نہیں؟ اپنے حالات کی طرف مت دیکھو۔ صلیب کی طرف دیکھو، جہاں قادرِ مطلق خدا نے تمہارے لیے اپنی عظیم، اٹل اور بے بدل محبت کو ظاہر کیا۔ پھر اس یقین کے ساتھ کہ خدا تمہارے حق میں ہے، تم اس گرے ہوئے جہان کی مشکلات کا سامنا کر سکتے ہو۔ تم پورے اطمینان کے ساتھ جان سکتے ہو کہ خدا تمہاری ہر مصیبت کو اپنے ابدی مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کرے گا اور ان سب کے ذریعے عظیم بھلائی پیدا کرے گا۔



خدا اپنے بیٹوں اور بیٹیوں سے محبت کرتا ہے

مسیح کی صلیب کے ذریعے خدا نے ہمارے لیے اپنی بے شرط محبت کو نہایت واضح طور پر ظاہر کیا۔ لیکن یسوع نے اپنی مصلوبیت سے پہلے جو بہت سی باتیں کہیں اور جو کام کیے، وہ بھی انسان کے لیے خدا کی عزت، قدر اور محبت کو نمایاں کرتے ہیں۔ اس کے اعمال اور اس کی تعلیمات ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہیں کہ خدا کی محبت اور زندگی کی مشکل صورتِ حال کے درمیان کیا تعلق ہے۔ آئیے اس کی چند مثالوں پر غور کریں۔

گناہ گاروں کے ساتھ کھانا کھانا۔

جب یسوع زمین پر تھا تو وہ اکثر محصول لینے والوں اور گناہ گاروں کے ساتھ کھانا کھاتا تھا۔ اُس زمانے کی ثقافت میں کسی کے ساتھ کھانا کھانا صرف ایک ساتھ بیٹھ کر غذا کھانے کا نام نہیں تھا بلکہ اس شخص کے ساتھ تعلق اور رفاقت قائم کرنے کی علامت تھا۔ گناہ گاروں اور محصول لینے والوں کے ساتھ کھانا کھا کر یسوع نے ظاہر کیا کہ یہ لوگ اس کے لیے اور اس کے آسمانی باپ کے لیے نہایت قیمتی ہیں۔ اُس زمانے کے مذہبی راہنما یسوع کے اس رویے سے سخت حیران ہوتے تھے اور وہ بار بار اس بات پر اُس پر تنقید کرتے تھے کہ وہ گناہ گاروں کے ساتھ کھانا کھاتا ہے۔

"فریسی اور شریعت کے عالم بڑبڑانے لگے اور کہنے لگے، 'یہ شخص گناہ گاروں کا خیر مقدم کرتا ہے اور اُن کے ساتھ کھانا کھاتا ہے۔'" (لوقا باب 15 آیت 2)

اسی موقع پر یسوع نے فریسیوں کی تنقید کا جواب کئی تمثیلوں کے ذریعے دیا (لوقا باب 15 آیات 4 تا 10)۔ پہلی تمثیل میں ایک شخص کی ایک بھیڑ کھو گئی، اور دوسری میں ایک عورت کا ایک سکہ گم ہو گیا۔ دونوں کہانیوں میں مالک اپنی کھوئی ہوئی چیز کو اُس وقت تک پوری کوشش سے تلاش کرتے رہے جب تک وہ مل نہ گئی، اور جب وہ واپس ملی تو اُنہوں نے بڑی خوشی منائی۔ یسوع نے ان تمثیلوں کے ذریعے اُن لوگوں کی، جن کے ساتھ وہ کھانا کھا رہا تھا اور جنہیں معاشرہ حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا، اُن کھوئی ہوئی چیزوں سے تشبیہ دی۔ اُس نے واضح کر دیا کہ کھوئی ہوئی چیز اپنی قدر اس لیے نہیں کھو دیتی کہ وہ گم ہو گئی ہے۔ تم اُسے اس لیے ترک نہیں کر دیتے کہ وہ کھو گئی ہے، بلکہ اُس وقت تک تلاش کرتے رہتے ہو جب تک وہ مل نہ جائے، اور پھر اُس کے ملنے پر خوشی مناتے ہو۔

"میں تم سے کہتا ہوں کہ اسی طرح آسمان پر ایک توبہ کرنے والے گناہ گار کے لیے اُن ننانوے راست بازوں کی نسبت زیادہ خوشی ہوتی ہے جنہیں توبہ کی ضرورت نہیں۔" (لوقا باب 15 آیت 7)

کچھ عرصے بعد ناقدین نے ایک مرتبہ پھر یسوع پر اعتراض کیا کیونکہ وہ ایک محصول لینے والے کے گھر کھانا کھا رہا تھا۔ اس موقع پر یسوع نے صاف الفاظ میں فرمایا کہ وہ "جو کھو گیا ہے اُسے ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے۔" (لوقا باب 19 آیت 10)

غور کرو کہ فریسیوں کی دونوں مرتبہ کی گئی تنقید کے جواب میں یسوع نے گناہ گاروں کو "کھویا ہوا" کہا۔ کیوں؟ کیونکہ اپنی بغاوت کی حالت میں انسان اُس مقصد سے بھٹک گیا ہے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا تھا، یعنی خدا کا فرزند بننے اور اُس کے ساتھ رفاقت رکھنے کے لیے۔ جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو اُس نے ایک بیٹا پیدا کیا، اور اُس میں بیٹوں کی پوری نسل موجود تھی (لوقا باب 3 آیت 38؛ پیدائش باب 5 آیات 1 تا 2)۔ جب آدم نے خدا کی نافرمانی کی تو اُس نے خدا سے الگ ہو کر اپنی مرضی اختیار کی۔ اس طرح آدم نے نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ تمام انسانیت کو، جو اُس میں شامل تھی، گناہ اور موت کے حوالے کر دیا۔ خدا اپنا خاندان کھو بیٹھا۔

یسوع زمین پر اس لیے آیا کہ کھوئی ہوئی انسانیت کو تلاش کرے اور اُسے نجات دے۔ وہ صلیب پر اس لیے گیا کہ گناہ کی قیمت ادا کرے اور وہ راستہ کھول دے جس کے ذریعے خدا اپنا ازلی مقصد پورا کرے، یعنی گناہ گار مردوں اور عورتوں کو اپنے مقدس بیٹوں اور بیٹیوں میں تبدیل کرے اور اُن کے ساتھ محبت بھرے تعلق میں رہے۔ جب کوئی کھویا ہوا گناہ گار توبہ کرتا ہے تو آسمان خوشی مناتا ہے، کیونکہ مسیح پر ایمان کے وسیلے سے وہ دوبارہ اُس مقصد میں بحال ہو جاتا ہے جس کے لیے اُسے پیدا کیا گیا تھا۔

جب کھوئے ہوئے بیٹے گھر واپس آتے ہیں۔

جس دن یسوع نے کھوئی ہوئی بھیڑ اور کھوئے ہوئے سکے کی تمثیلیں سنائیں، اسی دن اُس نے ایک تیسری کہانی بھی بیان کی، جو ایک کھوئے ہوئے بیٹے کے بارے میں تھی۔ پہلی اور دوسری تمثیل میں زور اس بات پر تھا کہ خدا کھوئے ہوئے انسانوں کو تلاش کرتا ہے، لیکن تیسری کہانی اس بات پر مرکوز ہے کہ جب کوئی کھویا ہوا انسان واپس مل جاتا ہے تو کیا ہوتا ہے۔ یہ کہانی عموماً گمراہ بیٹے کی تمثیل کے نام سے جانی جاتی ہے (لوقا باب 15 آیات 11 تا 32)۔

یسوع کے مطابق ایک دولت مند شخص کے دو بیٹے تھے۔ چھوٹے بیٹے نے اپنے باپ سے اپنی وراثت کا حصہ مانگا، اور اسے ملنے کے کچھ ہی عرصے بعد وہ گھر چھوڑ کر ایک دور دراز ملک چلا گیا۔ وہاں اس نے اپنی ساری دولت عیش و عشرت اور گناہ آلود زندگی میں برباد کر دی۔ پھر اُس ملک میں سخت قحط پڑ گیا، اور وہ اس قدر محتاج ہو گیا کہ سڑوں کے باڑے میں سڑوں کی نگہبانی کرنے لگا۔ اس کی حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ سڑوں کے پاس اس سے زیادہ کھانے کو تھا۔ اُسی سڑوں کے باڑے میں اُس گمراہ انسان کا دل بدل گیا۔

"جب وہ اپنے ہوش میں آیا تو کہنے لگا، 'میرے باپ کے کتنے ہی مزدوروں کے پاس ضرورت سے زیادہ روٹی ہے، اور میں یہاں بھوک سے مر رہا ہوں! میں اُٹھ کر اپنے باپ کے پاس جاؤں گا اور اُس سے کہوں گا: اے باپ، میں نے آسمان کے خلاف اور آپ کے خلاف گناہ کیا ہے۔ اب میں اس لائق نہیں رہا کہ آپ کا بیٹا کہلاؤں۔ مجھے اپنے مزدوروں میں سے ایک کے برابر رکھ لیجیے۔' چنانچہ وہ اُٹھا اور اپنے باپ کے پاس چل پڑا۔" (لوقا باب 15 آیات 17 تا 20)

"لیکن جب وہ ابھی بہت دور ہی تھا تو اُس کے باپ نے اُسے دیکھ لیا۔ اُس کا دل رحم سے بھر گیا، وہ دوڑ کر اپنے بیٹے کے پاس گیا، اُسے گلے لگا لیا اور اُسے بار بار چوما۔ بیٹے نے کہا، 'اے باپ، میں نے آسمان کے خلاف اور آپ کے خلاف گناہ کیا ہے۔ اب میں اس لائق نہیں رہا کہ آپ کا بیٹا کہلاؤں۔' مگر باپ نے اپنے خادموں سے کہا، 'جلدی کرو! سب سے عمدہ لباس لاؤ اور اسے پہنا دو۔ اس کے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا دو اور اس کے پاؤں میں جوتے پہناؤ۔ پلا ہوا بچھڑا لاؤ اور ذبح کرو۔ آؤ، ہم جشن منائیں اور خوشی کریں، کیونکہ میرا یہ بیٹا مر گیا تھا اور اب زندہ ہو گیا ہے؛ یہ کھو گیا تھا اور اب مل گیا ہے۔' پھر وہ خوشی منانے لگے۔" (لوقا باب 15 آیات 20 تا 24)

غور کریں کہ باپ نے اپنے واپس آنے والے بیٹے کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ اُس نے اپنے بیٹے کو اُس وقت دیکھ لیا جب وہ ابھی گھر سے کافی فاصلے پر تھا۔ باپ اُس کی راہ دیکھ رہا تھا، اور جیسے ہی اُس کی نظر اپنے بیٹے پر پڑی، اُس کا دل رحم اور شفقت سے بھر گیا۔ اُس کے دل میں اپنے بیٹے کے لیے گہری محبت موجزن ہو گئی۔ وہ دوڑتا ہوا اُس سے ملنے گیا، جس سے ظاہر ہوا کہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ دوبارہ تعلق بحال کرنے کے لیے کس قدر بے تاب تھا۔ پھر اُس نے اُسے چوما۔ اصل زبان میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ باپ نے اپنے بیٹے کو بار بار چوما، تاکہ اُس کے لیے اپنی گہری محبت اور شفقت کا اظہار کرے۔ بیٹے کے نہایت شرمناک رویے نے بھی باپ کی محبت کو اُس سے کم نہیں کیا تھا۔

یاد رکھو، یہ وہی گندا، بدبودار بیٹا تھا جو ابھی ابھی سڑوں کے باڑے سے آیا تھا، اور جس نے اپنے باپ کی دولت فاحشاؤں اور عیاشی میں برباد کر دی تھی۔ وہ بالکل ویسا ہی شخص تھا جس کے ساتھ کھانا کھانے پر فریسی یسوع پر اعتراض کیا کرتے تھے۔

گمراہ بیٹا اپنے گناہ کا اعتراف کرنا چاہتا تھا، لیکن باپ نے اُس کے بے شمار گناہوں کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا۔ وہ جانتا تھا کہ اُس کا بیٹا اپنے کیے پر سچے دل سے پشیمان ہے۔ جو فریسی یسوع سے یہ تمثیل سن رہے تھے، یقیناً باپ کے اس رویے پر حیران رہ گئے ہوں گے، کیونکہ وہ اُس وقت تک معاف نہیں کرتے تھے جب تک بدلہ نہ لیا جائے یا پوری تلافی نہ ہو جائے۔

اس کے بعد باپ نے اپنے خادموں کو حکم دیا کہ وہ اُس کے بیٹے کے لیے لباس، انگوٹھی اور جوتے لائیں۔ جن لوگوں نے یسوع سے یہ تمثیل سنی، وہ نبی زکریا کی اُس رویا سے واقف تھے جس میں لباس بدلنے کا مطلب گناہ کا دور کر دیا جانا تھا (زکریا باب 3 آیت 4)۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ انگوٹھی عزت، وقار اور اختیار کی علامت ہوتی تھی۔ اسی طرح وہ سمجھتے تھے کہ جوتے آزادی کی نشانی تھے، کیونکہ جب جنگی قیدیوں کو آزاد کیا جاتا تھا تو اُن کے جوتے، جو قید کے وقت اُن سے لے لیے گئے تھے، اُنہیں واپس دے دیے جاتے تھے۔

اپنے الفاظ کے ذریعے یسوع نے ایک گناہ گار بیٹے کی تصویر پیش کی جو اپنے باپ کی محبت کے باعث دوبارہ پوری طرح اپنے بیٹے کے مقام پر بحال ہو گیا۔

یاد رکھو کہ یسوع نے یہ تمثیل کیوں سنائی تھی۔ اُس نے یہ اُن فریسیوں کو جواب دینے کے لیے سنائی تھی جو گناہ گاروں کے ساتھ اُس کی رفاقت پر اعتراض کر رہے تھے۔ یسوع کا پیغام بالکل واضح تھا۔ ہر محصول لینے والا اور ہر گناہ گار، جن کے ساتھ یسوع نے زمین پر اپنی خدمت کے دوران تعلق رکھا، خداوند کی نگاہ میں قیمتی تھا۔ یسوع، جو خود خدا ہے اور ہمیں خدا کو ظاہر کرتا ہے، اُن میں سے ہر ایک کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا تھا۔ اگرچہ وہ گناہ کے

سُوروں کے باڑے میں کھوئے ہوئے تھے، پھر بھی وہ خدا کی مخلوق تھے اور اُس کی محبت کا مرکز تھے۔ اُن میں یہ صلاحیت موجود تھی کہ صلیب کی قدرت کے ذریعے بے عیب بیٹے اور بیٹیاں بنا دیے جائیں۔

میں یہ نہیں کہہ رہی کہ ہر شخص، خواہ اُس کا عقیدہ یا طرزِ زندگی کچھ بھی ہو، خدا کا فرزند ہے۔ تمام انسان خدا کی مخلوق ہیں اور اُس کے بیٹے یا بیٹی بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں، لیکن سب گناہ کے مجرم ہیں۔ اس صلاحیت کو حقیقت میں بدلنے کے لیے مردوں اور عورتوں کو اپنے گناہوں سے توبہ کرنی ہوگی اور مسیح اور اُس کی صلیبی قربانی پر ایمان لا کر باپ کے گھر واپس آنا ہوگا۔ ورنہ وہ ہمیشہ اپنے پیدائشی مقصد سے محروم رہیں گے اور ہمیشہ کے لیے خدا سے جدا ہو جائیں گے۔

گناہ اور بغاوت کے سُوروں کے باڑے تک ہمارا سفر خدا کی محبت ہم سے چھین نہیں سکا۔ زمین پر اپنی خدمت کے دوران یسوع کے الفاظ اور اُس کے اعمال، اور صلیب پر اُس کی قربانی، سب ایک ہی حقیقت کو واضح کرتے ہیں: اگرچہ تم سُوروں کے باڑے میں ہو، پھر بھی میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ اگر تم مجھ پر ایمان لا کر باپ کے گھر واپس آ جاؤ تو میں تمہیں پاک کر دوں گا۔ میں تمہیں اپنی راست بازی کا لباس پہناؤں گا۔ میں تمہیں دوبارہ اُس فرزند کی، عزت اور وقار کے مقام پر بحال کروں گا جس کے لیے میں نے تمہیں پیدا کیا تھا۔

میں گھر واپس آ گیا ہوں، پھر بھی مجھے مشکلات کیوں پیش آتی ہیں؟

شاید تم سوچ رہے ہو: "میں سُوروں کے باڑے کو چھوڑ چکا ہوں۔ میں مسیح پر ایمان لا کر باپ کے گھر واپس آ گیا ہوں۔ پھر بھی میری زندگی میں اتنی مشکلات کیوں ہیں؟"

اس کا جواب یہ ہے کہ گناہ کی لعنت میں گرفتار دنیا میں زندگی ایسی ہی ہے۔ اگرچہ ہمارے دل سُوروں کے باڑے کو چھوڑ چکے ہیں، پھر بھی ہم ایک گرے ہوئے جہان میں رہتے ہیں، اور اس ماحول سے پیدا ہونے والی تمام مشکلات کا سامنا کرتے ہیں۔ جب یسوع دوبارہ آئے گا تو خدا آخرکار دنیا کو گناہ کے ہر نشان اور اُس سے پیدا ہونے والی ہر خرابی سے پاک کر دے گا۔ لیکن اس وقت یہ اُس کا بنیادی مقصد نہیں ہے۔ موجودہ زمانے میں خدا کی پہلی ترجیح یہ ہے کہ انسانوں کے دل دوبارہ اُس کی فرمانبرداری اور اُس پر انحصار کی طرف لوٹ آئیں، نہ کہ سُوروں کے باڑے کی زندگی کو آرام دہ اور خوشحال بنا دینا۔

غور کرو کہ گمراہ بیٹے کے باپ نے اُس کے دور رہنے کے دوران نہ تو سُوروں کے باڑے کو صاف کیا اور نہ ہی اُس کی تکلیفیں ختم کیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ وہ اپنے بیٹے سے محبت نہیں کرتا تھا۔ بلکہ باپ کا مقصد یہ نہیں تھا کہ اُس کا بیٹا اُس سے جدا رہتے ہوئے آرام دہ اور بے فکر زندگی گزارے۔ اُس کی خواہش صرف یہ تھی کہ اُس کا بیٹا گھر واپس آ جائے۔

یہ بھی واضح ہے کہ اُس کے باغیانہ فیصلوں کے نتائج ہی اُسے ہوش میں لائے۔ یسوع نے فرمایا کہ گمراہ بیٹا سُوروں کے باڑے میں اپنے ہوش میں آیا۔ اگر اُس کے باپ نے اُس نوجوان کے اپنی اصل حالت کو سمجھنے سے پہلے ہی سُوروں کے باڑے کو خوبصورت اور آرام دہ بنا دیا ہوتا، تو ممکن تھا کہ اُس کی سوچ کبھی نہ بدلتی۔ اُس گندگی کو صاف کر دینا اُس کے باغیانہ گناہ کے نتائج پر پردہ ڈال دیتا۔

خدا بھی اس وقت اس دنیا کی گندگی اور بگاڑ کو مکمل طور پر ختم کر کے اسے بہتر نہیں بنا رہا، جزوی طور پر اس لیے کہ وہ چاہتا ہے کہ انسان گناہ کے تباہ کن نتائج کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ اگرچہ خدا لوگوں کی تکلیف سے ہرگز خوش نہیں ہوتا، پھر بھی اُس کی امید یہ ہے کہ مرد اور عورتیں جاگ جائیں، توبہ کریں اور آخری ہلاکت سے پہلے اُس کی طرف لوٹ آئیں، یعنی اُس ابدی جدائی سے جو جہنم میں خدا سے ہمیشہ کے لیے الگ ہو جانے کی صورت میں ہوگی۔



اس مقام پر شاید تم یہ سوال کرو: "میں سمجھتا ہوں کہ اس زندگی کی افراتفری اور مصیبتوں کے پیچھے خدا نہیں ہے، اور یہ بھی کہ یسوع کے دوبارہ آنے تک وہ اُن کا مکمل خاتمہ نہیں کرے گا۔ لیکن کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت میرے لیے اُس کے پاس کوئی مدد موجود نہیں؟" ہرگز نہیں۔

لیکن اس گرے ہوئے جہان میں، باپ کے گھر کی قدرت اور اُس کی فراہم کردہ برکتوں تک رسائی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ تم سمجھو کہ سؤروں کے باڑے جیسے حالات کے درمیان خدا کیا کرتا ہے۔ تب جب وہ کام کر رہا ہو گا، تم اُس کے ساتھ تعاون کر سکو گے۔

اگلے چند ابواب میں، جب ہم "کیا" کے سوال کا جواب تلاش کریں گے، تو ہم اس بات پر غور کریں گے کہ خدا ان حالات میں کس طرح عمل کرتا ہے۔



"کیا" کا سوال

لوگ صرف "یہ کیوں ہوا؟" کے سوال سے ہی نہیں الجھتے بلکہ وہ اس سوال سے بھی پریشان ہوتے ہیں: "خدا کیا کر رہا ہے؟" افسوس کی بات یہ ہے کہ زندگی کی مشکلات کے دوران خدا کس طرح کام کرتا ہے، اس بارے میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ اس حصے میں ہم پہلے "کیا" کے سوال کے غلط جوابات کی نشاندہی کریں گے، پھر بائبل کی روشنی میں اس کا درست جواب پیش کریں گے۔

غلط جواب: خدا حالات کے ذریعے ہم سے بات کرتا ہے۔

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا ہماری ظاہری حالات کے ذریعے ہمیں پیغام دیتا ہے۔ اسی لیے وہ اپنی مشکل صورتِ حال کو دیکھتے ہیں اور جو کچھ نظر آتا ہے، اُسی کی بنیاد پر نتیجہ اخذ کر لیتے ہیں۔ لیکن تم اپنے حالات کو دیکھ کر نہ تو "کیوں" کے سوال کا درست جواب دے سکتے ہو اور نہ ہی "کیا" کے سوال کا۔

• چونکہ مشکل حالات خدا کی طرف سے ترتیب نہیں دیے جاتے، اس لیے ہم یقین رکھ سکتے ہیں کہ وہ اُن کے ذریعے ہمیں کوئی پیغام نہیں دے رہا۔

• خدا نے ہمیں فرمایا ہے کہ "ہم ایمان کے مطابق چلتے ہیں، نہ کہ دیکھنے کے مطابق۔" (2 کرنتھیوں باب 5 آیت 7) اگر خدا ہماری ظاہری حالتوں کے ذریعے ہمیں رہنمائی اور معلومات دینا چاہتا، تو وہ اپنی ہی دی ہوئی ہدایت کے خلاف عمل کرتا۔

• خدا ہم سے اپنے تحریری کلام کے ذریعے بات کرتا ہے۔ اُس کا کلام ہمارے پاؤں کے لیے چراغ اور ہماری راہ کے لیے روشنی ہے (زبور باب 119 آیت 105)۔

"اے میرے بیٹے، اپنے باپ کے حکم کو مان، اور اپنی ماں کی تعلیم کو نہ چھوڑ... جب تو چلے گا تو وہ تیری راہنمائی کرے گی، جب تو لیٹے گا تو وہ تیری حفاظت کرے گی، اور جب تو جاگے

گا تو وہ تجھ سے بات کرے گی۔ کیونکہ حکم چراغ ہے اور شریعت کی تعلیم روشنی ہے۔" (امثال باب 6 آیات 20 تا 23)

بائبل میں کئی ایسے واقعات ملتے ہیں جہاں لوگوں نے اپنے حالات کو دیکھ کر "کیا" کے سوال کا جواب دینے کی کوشش کی، لیکن ہر مرتبہ وہ غلط نتیجے پر پہنچے۔ ایسا ہی ایک واقعہ اُس وقت پیش آیا جب رسول پولس کا جہاز تباہ ہو گیا اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت تیر کر ایک قریبی جزیرے پر بخیریت پہنچ گیا۔

"جب ہم بحفاظت کنارے پر پہنچ گئے تو معلوم ہوا کہ یہ جزیرہ مالٹا ہے۔ وہاں کے باشندوں نے ہمارے ساتھ غیر معمولی مہربانی کی۔ چونکہ بارش ہو رہی تھی اور سخت سردی تھی، اس لیے انہوں نے آگ جلائی اور ہم سب کا خیر مقدم کیا۔ جب پولس نے لکڑیوں کا ایک گٹھا جمع کر کے آگ پر رکھا تو گرمی کی وجہ سے ایک زہریلا سانپ نکل آیا اور اُس کے ہاتھ سے لپٹ گیا۔ جزیرے کے لوگوں نے جب سانپ کو اُس کے ہاتھ سے لٹکتے دیکھا تو آپس میں کہنے لگے، 'یقیناً یہ شخص قاتل ہے۔ اگرچہ یہ سمندر سے بچ نکلا، مگر انصاف نے اسے زندہ نہ رہنے دیا! لیکن پولس نے سانپ کو جھٹک کر آگ میں گرا دیا اور اسے کوئی نقصان نہ پہنچا۔ لوگ انتظار کرتے رہے کہ وہ سوچ جائے گا یا اچانک گر کر مر جائے گا۔ مگر کافی دیر انتظار کرنے کے باوجود جب انہوں نے دیکھا کہ اُس کے ساتھ کچھ بھی نہیں ہوا تو انہوں نے اپنی رائے بدل لی اور کہنے لگے کہ وہ کوئی معبود ہے۔" (اعمال باب 28 آیات 1 تا 6)

ان جزیرے کے باشندوں نے دیکھا کہ پولس سمندر میں ڈوبنے سے بچ گیا، لیکن پھر ایک مہلک سانپ نے اُسے کاٹ لیا۔ انہوں نے فوراً یہ نتیجہ نکال لیا کہ وہ ایک قاتل ہے جو اگرچہ جہاز کے حادثے سے بچ نکلا، مگر اب الہی انصاف نے سانپ کے ذریعے اسے پکڑ لیا ہے۔ لیکن جب سانپ کے زہر کا اُس پر کوئی اثر نہ ہوا تو انہی لوگوں نے اپنی رائے بدل لی اور فیصلہ کر لیا کہ وہ کوئی معبود ہے۔

صرف چند لمحوں کے اندر اُن لوگوں نے پولس اور اُس کے ساتھ پیش آنے والے واقعے کے بارے میں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوئی باتوں کی بنیاد پر دو بالکل مختلف نتیجے نکالے، اور دونوں ہی نتیجے غلط تھے۔

بعض لوگ اسی طرح اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ وہ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اُن کے حالات میں آنے والی ہر تبدیلی خدا کے اُن سے بات کرنے کا طریقہ ہے۔ اس مثال پر غور کریں: کسی کا عزیز ہسپتال کے بستر پر ہے۔ اُس کا بلڈ پریشر بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے اور گھر والے پوچھتے ہیں: "خدا کیا کہہ رہا ہے؟" "خدا کیا کر رہا ہے؟" پھر اُس شخص کا بلڈ پریشر اچانک بہت کم ہو جاتا ہے اور گھر والے کہتے ہیں: "اب خداوند ہمیں کیا دکھانا چاہتا ہے؟" حقیقت یہ ہے کہ خدا اس ہسپتال کے منظر کے ذریعے کوئی پیغام نہیں دے رہا۔ اُن کے عزیز کا غیر مستحکم بلڈ پریشر خداوند کا کوئی پیغام نہیں بلکہ گناہ کی لعنت میں گرفتار دنیا کی حقیقت کا نتیجہ ہے۔

ایک اور مثال پر غور کریں۔ جب یسوع عبرانی قوم کو کنعان میں لے گیا تو خدا نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اُس سرزمین کی کسی بھی قوم کے ساتھ کوئی عہد نہ کریں۔ جب اسرائیل اُس ملک کو فتح کر کے وہاں آباد ہونے لگا تو جبعونیوں کے ایک گروہ نے اپنی جان بچانے کے لیے فریب کا سہارا لیا۔ اگرچہ وہ قریب ہی رہتے تھے، لیکن انہوں نے یسوع کے پاس ایسے قاصد بھیجے جنہوں نے ایسے کپڑے اور سامان پہن رکھا تھا جیسے وہ بہت دور سے سفر کر کے آئے ہوں۔

"انہوں نے اپنے گدھوں پر پرانے بورے اور پھٹے ہوئے مے کے مشکیزے لاد رکھے تھے۔ انہوں نے پھٹے پرانے کپڑے اور پیوند لگے ہوئے گھسے ہوئے جوتے پہن رکھے تھے، اور اپنے

سفر کے لیے خشک اور پھپھوندی لگی ہوئی روٹیاں ساتھ لائے تھے۔ وہ جلال میں اسرائیل کی چھاؤنی میں یسوع اور اسرائیل کے لوگوں کے پاس آئے اور کہنے لگے، 'ہم بہت دور کے ملک سے آئے ہیں تاکہ تمہارے ساتھ صلح کا عہد کریں۔' (یسوع باب 9 آیات 4 تا 6)

اسرائیل کے راہنماؤں نے اُن کے پیش کیے ہوئے ظاہری ثبوتوں کو دیکھا، اُن کی کہانی پر یقین کر لیا، اور جبونیوں کے ساتھ ایک پابند عہد کر لیا، حالانکہ خدا نے اُنہیں ایسا کرنے سے صاف منع کیا تھا۔ غور کریں کہ راہنماؤں نے اپنے سامنے نظر آنے والی چیزوں کی بنیاد پر فیصلہ کیا، بجائے اس کے کہ خدا سے رہنمائی طلب کرتے۔ "پس اسرائیل کے راہنماؤں نے اُن کی خوراک کو دیکھا، لیکن خداوند سے مشورہ نہ کیا۔" (یسوع باب 9 آیت 14)

اس واقعے میں ہم ایک بار پھر دیکھتے ہیں کہ ظاہری ثبوت غلط تاثر دے سکتے ہیں اور خدا کے لوگوں کو بھی گمراہ کر سکتے ہیں۔

تم اپنے حالات کا اندازہ صرف اس بنیاد پر نہیں لگا سکتے کہ تم کیا دیکھتے یا کیا محسوس کرتے ہو۔ خدا اور اُس کے کام کرنے کے طریقوں کے بارے میں ہمارے پاس مکمل طور پر قابل اعتماد واحد ذریعہ بائبل ہے۔ تمہیں اپنے حالات کا فیصلہ ہمیشہ اس بات کی روشنی میں کرنا چاہیے کہ خدا اپنے تحریری کلام میں کیا فرماتا ہے۔ آئندہ ابواب میں ہم چند ایسی مثالوں پر غور کریں گے جو ظاہر کریں گی کہ زندگی کی مشکلات میں خدا کس طرح کام کرتا ہے۔ وہ ہمیں اپنے حالات کا درست اندازہ لگانے میں مدد دیں گی۔

غلط جواب: حالات ہمیں خدا کی مرضی دکھاتے ہیں۔

کچھ لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ خدا اپنی مرضی کو ظاہری حالات کے ذریعے ظاہر کرتا ہے۔ اُن کا خیال ہوتا ہے کہ اگر کوئی واقعہ پیش آیا ہے تو یقیناً وہ خدا کی مرضی ہی ہوگی۔ لیکن اس زندگی میں بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں جو خدا کی مرضی نہیں ہوتیں۔ کچھ واقعات اس لیے پیش آتے ہیں کیونکہ شیطان انسانوں کو چرانے، قتل کرنے اور تباہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کچھ اس لیے ہوتے ہیں کیونکہ انسان خدا کے خلاف بغاوت کرتے ہیں اور بدکاری کے کام کرتے ہیں۔ اور بعض مشکلات اس گناہ آلود دنیا میں جاری بگاڑ اور بے ترتیبی کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ (اگر ضرورت محسوس ہو تو باب 1 دوبارہ ملاحظہ کریں۔)

کئی سال پہلے میں ایک گھر میں ہونے والے بائبل مطالعے میں شریک ہوا۔ ایک شام دو نوجوان خواتین نے وہاں آنے کا ارادہ کیا، لیکن وہ کبھی نہ پہنچ سکیں۔ بعد میں اُنہوں نے بتایا کہ وہ گھر تلاش ہی نہ کر سکیں، اور اُنہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ شاید اس بائبل مطالعے میں شریک ہونا خدا کی مرضی نہیں تھا۔ حالانکہ اُن کا گھر نہ ڈھونڈ پانا خدا کی مرضی کا اظہار نہیں تھا۔ یا تو وہ دی گئی ہدایات پر صحیح طرح عمل نہ کر سکیں، یا راستے میں غلط موڑ مڑ گئیں۔

یہ اچھی بات تھی کہ اُنیسفرس نامی شخص نے اپنے حالات کو خدا کی مرضی جاننے کا معیار نہیں بنایا۔ اگر وہ ایسا کرتا تو وہ روم میں قید رسول پولس کے لیے اتنی بڑی برکت نہ بن سکتا۔

"خداوند اُنیسفرس اور اُس کے تمام گھرانے پر رحم کرے، کیونکہ اُس نے بارہا مجھے تازگی بخشی اور میری زنجیروں سے کبھی شرمندہ نہ ہوا۔ بلکہ جب وہ روم آیا تو بڑی کوشش سے مجھے ڈھونڈتا رہا یہاں تک کہ مجھے پا لیا۔" (2 تیمتھیس باب 1 آیات 16 تا 17)

غور کرو کہ اُنیسفیرس کو پولس کو ڈھونڈنے کے لیے پورے شہر میں تلاش کرنا پڑی۔ اگر اُس نے بھی اپنے حالات کا وہی مطلب نکالا ہوتا جو اوپر بیان کی گئی دو نوجوان خواتین نے نکالا تھا، تو وہ کبھی پولس تک نہ پہنچ پاتا۔ وہ پہلی ہی جگہ پولس کو نہ پا کر ہمت ہار دیتا اور یہ سمجھ لیتا کہ رسول کو تلاش کرنا خدا کی مرضی نہیں ہے۔

خدا ہمیں اپنے تحریری کلام کے مطابق اپنے روح کے وسیلے سے رہنمائی دیتا ہے، لیکن یہ ایک الگ موضوع ہے۔ اس وقت بنیادی بات یہ ہے کہ تم "کیا" کے سوال کا جواب اپنے حالات کو دیکھ کر حاصل نہیں کر سکتے۔ تمہیں یہ جاننے کے لیے بائبل کی طرف رجوع کرنا ہوگا کہ خدا کیا کرتا ہے اور زندگی کے واقعات کے درمیان کس طرح کام کرتا ہے۔

غلط جواب: خدا حالات کے ذریعے ہم پر کام کرتا ہے۔

بعض لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا حالات کے ذریعے ہم پر کام کرتا ہے، لیکن یہ درست نہیں ہے۔ بائبل میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ خدا حالات کے ذریعے ہم پر کام کرتا ہے۔ اس کے برعکس، پاک کلام سکھاتا ہے کہ خدا اپنے روح اور اپنے کلام کے ذریعے ہمارے اندر کام کرتا ہے۔ ان حوالوں پر غور کریں۔

"مجھے اس بات کا پورا یقین ہے کہ جس نے تم میں نیک کام شروع کیا ہے، وہ اُسے مسیح یسوع کے دن تک مکمل بھی کرے گا۔" (فلپیوں باب 1 آیت 6)

"اپنی نجات کو خوف اور لرزتے ہوئے عملی زندگی میں ظاہر کرتے رہو، کیونکہ خدا ہی ہے جو اپنی خوشنودی کے مطابق تمہارے اندر خواہش بھی پیدا کرتا ہے اور اُس پر عمل کرنے کی قدرت بھی دیتا ہے۔" (فلپیوں باب 2 آیات 12 تا 13)

"سلامتی کا خدا... تمہیں ہر اچھی چیز سے آراستہ کرے تاکہ تم اُس کی مرضی پوری کرو، اور یسوع مسیح کے وسیلے سے ہمارے اندر وہ کام کرے جو اُس کی نظر میں پسندیدہ ہے۔" (عبرانیوں باب 13 آیات 20 تا 21)

"اور ہم سب، جن کے چہروں سے پردہ ہٹا دیا گیا ہے، خداوند کے جلال کو گویا آئینے میں دیکھتے ہوئے اُسی کی صورت میں برابر بدلتے چلے جاتے ہیں، ایک جلال سے بڑھتے ہوئے دوسرے جلال تک؛ اور یہ خداوند، یعنی روح کی طرف سے ہوتا ہے۔" (2 کرنتھیوں باب 3 آیت 18)

"جیسے جیسے خداوند کا روح ہمارے اندر کام کرتا ہے، ہم زیادہ سے زیادہ اُس کے مشابہ بنتے جاتے ہیں اور اُس کے جلال کو پہلے سے زیادہ نمایاں کرتے ہیں۔" (2 کرنتھیوں باب 3 آیت 18)

"ہم خدا کا شکر ادا کرنا کبھی نہیں چھوڑتے کہ جب تم نے ہم سے خدا کا پیغام سنا تو اُسے انسانوں کا کلام نہیں سمجھا بلکہ حقیقت میں خدا کا کلام مان کر قبول کیا، اور واقعی وہ خدا ہی کا کلام ہے، جو تم ایمان لانے والوں کے اندر مسلسل کام کر رہا ہے۔" (1 تھسلونیکیوں باب 2 آیت 13)

اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ خدا بیرونی حالات کے ذریعے تم پر کام کرتا ہے، تو تم مسلسل اپنے اردگرد کے ماحول کو دیکھتے رہو گے تاکہ معلوم کرو کہ خدا کیا کر رہا ہے، اور پھر تم بھی اُن لوگوں کی طرح غلط نتائج پر پہنچو گے جن کا ذکر گزشتہ حصے میں کیا گیا۔

تم شاید یہ سوال کرو: "کیا خدا ہمیں آزمانے، سکھانے، پاک کرنے اور کامل بنانے کے لیے مشکل حالات کو ترتیب نہیں دیتا یا اُن کی اجازت نہیں دیتا؟"

خدا یقیناً ہمیں آزماتا، تعلیم دیتا، پاک کرتا اور کامل بناتا ہے، لیکن وہ یہ کام اپنے کلام اور اپنے روح کے ذریعے کرتا ہے، جو ہمارے اندر سرگرم عمل ہوتے ہیں، نہ کہ مشکل حالات کے ذریعے۔ (ان تمام نکات کی تفصیلی وضاحت کے لیے خدا اچھا ہے... اور اچھا کا مطلب اچھا ہے کا مطالعہ کریں۔)



اب جبکہ ہم "کیا" کے سوال کے چند غلط جوابات پر غور کر چکے ہیں، آئیے اب بائبل کی روشنی میں اس سوال کا درست جواب تلاش کریں۔



"کیا" کے سوال کا درست جواب

صرف اس لیے کہ حالات ہمیں یہ نہیں بتاتے کہ خدا کیا کر رہا ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم جان ہی نہیں سکتے۔ بائبل ہمیں بتاتی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ ہر خاص صورتِ حال کی تمام تفصیلات بیان نہ کرے، لیکن جب ہم خدا کے کلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں وہ عمومی اصول معلوم ہوتے ہیں جن کے مطابق خدا ہر حالت میں کام کرتا ہے۔

بائبل ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہے جن میں خدا نے مشکل حالات میں کام کر کے حیرت انگیز نتائج پیدا کیے۔ اپنے لیے عظیم جلال، زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لیے بھلائی، اور واقعی بُرے حالات میں سے حقیقی بھلائی کو ظاہر کیا۔ ان واقعات میں ہم خدا کو درج ذیل اصولوں کے مطابق کام کرتے ہوئے دیکھتے ہیں:

• خدا کا بہت سا کام اُس وقت تک ہماری نظروں سے اوجھل رہتا ہے جب تک ہم آخرکار اُس کے ظاہری نتائج نہ دیکھ لیں۔ صرف اس لیے کہ تم کسی چیز کو ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ کچھ ہو ہی نہیں رہا۔

• خداوند اپنے مقررہ وقت پر عمل کرتا ہے۔

• وہ اکثر وقتی برکت (یعنی فوراً مشکل کو ختم کر دینا) کو مؤخر کر دیتا ہے تاکہ طویل المدت اور ابدی نتائج پیدا ہوں، کیونکہ وہ انسانوں کے فیصلوں کو بھی اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کرتا ہے۔

• خدا حقیقی برائی میں سے حقیقی بھلائی پیدا کرتا ہے۔

• وہ تمہیں سنبھالتے ہوئے اُس وقت تک ساتھ لے چلتا ہے جب تک تمہیں مشکل سے باہر نہ نکال لے۔ خدا سخت ترین حالات میں بھی تمہیں ثابت قدم رہنے اور ترقی کرنے کے قابل بنا سکتا ہے۔

یسوع ہمیں دکھاتا ہے کہ خدا کس طرح کام کرتا ہے۔

بعض حالات میں یسوع کا ردِ عمل ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ خدا کس طرح عمل کرتا ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ یسوع نے، جو انسانی جسم میں خدا تھا، کیا کیا، تو ہم ان اصولوں کو عملی صورت میں کام کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

اس کی ایک عمدہ مثال وہ واقعہ ہے جب یسوع نے روٹیوں اور مچھلیوں کو بڑھایا۔ پاک کلام بیان کرتا ہے کہ پانچ ہزار مردوں کی ایک بہت بڑی بھیڑ، عورتوں اور بچوں کے علاوہ، پورا دن یسوع کے پیچھے چلتی رہی۔

"شام ہونے پر اُس کے شاگرد اُس کے پاس آئے اور کہنے لگے، 'یہ ویران جگہ ہے اور بہت دیر ہو چکی ہے۔ لوگوں کو رخصت کر دیجیے تاکہ وہ دیہات میں جا کر اپنے لیے کھانا خرید لیں۔' لیکن یسوع نے فرمایا، 'انہیں جانے کی ضرورت نہیں، تم ہی انہیں کھانے کو دو۔'" (متی باب 14 آیات 15 تا 16)

شاگردوں کے پاس اتنی بڑی بھیڑ کو کھانا کھلانے کے لیے کوئی انتظام نہیں تھا۔ چنانچہ وہ کمی کا سامنا کر رہے تھے، اور یہی صورتحال "کیوں" کے سوال کو جنم دیتی ہے۔

"اس دنیا میں کمی کیوں پائی جاتی ہے؟" خوراک کی کمی اُس لعنت کا حصہ ہے جو آدم کے گناہ کے باعث زمین پر آئی۔

"اُس خاص دن کمی کیوں تھی؟" کیونکہ اُس علاقے میں موجود وسائل اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کافی نہیں تھے، اور کوئی شخص اپنے ساتھ اتنا کھانا لے کر نہیں آیا تھا کہ سب کو کھلا سکتا۔

"پھر یسوع نے اپنی آنکھیں اٹھا کر ایک بڑی بھیڑ کو اپنی طرف آتے دیکھا، تو فلپس سے فرمایا، 'ہم کہاں سے روٹیاں خریدیں تاکہ یہ لوگ کھا سکیں؟' اُس نے یہ بات فلپس کو آزمانے کے لیے کہی، کیونکہ وہ خود جانتا تھا کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔" (یوحنا باب 6 آیات 5 تا 6)

اگرچہ یسوع کسی بھی طرح اس کمی کا سبب نہیں تھا، پھر بھی اُس نے اس میں اپنے بارہ شاگردوں کی بھلائی کے لیے ایک موقع دیکھا۔ یسوع پہلے ہی انہیں یہ تعلیم دے چکا تھا کہ آسمان پر اُن کا ایک باپ ہے جو اپنے بچوں کی ضرورتیں پوری کرتا ہے جب وہ اُس پر بھروسا کرتے ہیں۔ اُس کا یہ سوال فلپس اور دوسرے شاگردوں کو یہ موقع دیتا تھا کہ وہ خدا اور اُس کے وعدے پر اپنے ایمان کا اظہار کریں اور اُس میں مضبوط ہوں۔

وہ یہ جواب دے سکتے تھے: "ہم نہیں جانتے کہ کھانا کہاں سے آئے گا، لیکن ہمیں پورا یقین ہے کہ ہمارا آسمانی باپ ہماری مدد کرے گا۔"

بہت سے لوگ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ خدا ہمیں آزمانے کے لیے زندگی کی مشکلات کو ترتیب دیتا ہے۔ لیکن خدا کی آزمائش کبھی خود مشکل حالات نہیں ہوتے، بلکہ اُن حالات کے درمیان اُس کا کلام ہماری آزمائش کرتا ہے۔ اس واقعے میں یسوع نے اپنے الفاظ کے ذریعے اپنے شاگردوں کو آزمایا: کیا تم اس بڑی کمی کے باوجود اُس بات پر ایمان رکھو گے جو میں نے تمہیں تمہارے آسمانی باپ کے بارے میں بتائی ہے؟

شاگردوں نے وہی غلطی کی جو بہت سے لوگ مشکلات کا سامنا کرتے وقت کرتے ہیں۔ انہوں نے یسوع کی پہلے دی ہوئی تعلیم کو یاد نہ رکھا۔ انہوں نے اپنے مسئلے کا حل صرف اُن چیزوں میں تلاش کرنا شروع کیا جو انہیں دکھائی دے رہی تھیں، اور پھر اُسی کی بنیاد پر نتیجہ اخذ کیا۔

"فلپس نے جواب دیا، 'اگر ہم بہت بڑی رقم کی روٹیاں بھی خریدیں تو بھی ہر ایک کو تھوڑا تھوڑا ہی ملے گا۔' تب شمعون پطرس کے بھائی اندریاس نے کہا، 'یہاں ایک چھوٹا لڑکا ہے جس کے پاس جو کی پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں ہیں، لیکن اتنے زیادہ لوگوں کے لیے یہ کیا ہیں؟'" (یوحنا باب 6 آیات 7 تا 9)

فلپس یہ سوچنے لگا کہ اگر اُن کے پاس کافی پیسے ہوتے تو وہ اس ضرورت کو کیسے پورا کرتے۔ اندریاس نے بھی اُسی چیز کو حقیر جان کر رد کر دیا جو حقیقت میں مسئلے کا حل بننے والی تھی، یعنی اُس چھوٹے لڑکے کا کھانا۔ ان دونوں میں سے کسی نے بھی اپنے آسمانی باپ کے اُس وعدے پر غور نہ کیا کہ وہ اُن کی مدد کرے گا۔

خدا جانتا ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

جب یسوع نے فلپس سے پوچھا کہ لوگوں کے لیے روٹیاں کہاں سے خریدی جائیں، تو وہ پہلے ہی جانتا تھا کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔ لیکن اُس نے اپنے شاگردوں کو اپنی پوری منصوبہ بندی نہیں بتائی۔ اگرچہ شاگرد اُن مخصوص کاموں سے واقف نہیں تھے جو خداوند کرنے والا تھا، پھر بھی وہ اس حقیقت میں اطمینان پا سکتے تھے کہ خدا ہمیشہ جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والا ہے، چاہے وہ ہمیں ہر تفصیل نہ بھی بتائے۔

اس بات پر بھی غور کریں کہ اگرچہ یسوع نے ضرورت پوری کرنے کا ارادہ کر لیا تھا، پھر بھی اُس نے فوراً کھانا مہیا نہیں کیا۔ کیوں؟ کیونکہ خدا اپنے مقررہ وقت پر کام کرتا ہے، ضروری نہیں کہ اُسی لمحے جب ہم چاہیں۔

یسوع نے شاگردوں کو حکم دیا کہ سب لوگوں کو گھاس پر بٹھا دیں۔ ظاہر ہے، تقریباً دس ہزار افراد کو بٹھانے میں کچھ وقت ضرور لگا ہوگا۔ جب سب لوگ بیٹھ گئے تو یسوع نے اُس چھوٹے لڑکے کی روٹیاں اور مچھلیاں لیں، باپ کا شکر ادا کیا، پھر وہ کھانا اپنے شاگردوں کو دیا، اور شاگردوں نے اُسے لوگوں میں تقسیم کیا۔

"یسوع نے فرمایا، 'لوگوں کو بٹھا دو۔' وہاں بہت گھاس تھی، چنانچہ سب لوگ بیٹھ گئے۔ صرف مردوں کی تعداد ہی تقریباً پانچ ہزار تھی۔ پھر یسوع نے روٹیاں لیں، شکر ادا کیا، اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں تقسیم کر دیں۔ اسی طرح اُس نے مچھلیاں بھی تقسیم کیں، اور ہر شخص نے جتنا چاہا کھایا۔" (یوحنا باب 6 آیات 10 تا 11)

"جب سب لوگ سیر ہو گئے تو یسوع نے اپنے شاگردوں سے فرمایا، 'بچے ہوئے ٹکڑے جمع کر لو تاکہ کچھ بھی ضائع نہ ہو۔' چنانچہ انہوں نے انہیں جمع کیا، اور اُن پانچ جو کی روٹیوں کے بچے ہوئے ٹکڑوں سے، جو لوگوں نے کھانے کے بعد چھوڑ دیے تھے، بارہ ٹوکریاں بھر گئیں۔" (یوحنا باب 6 آیات 12 تا 13)

غور کریں کہ یہاں کیا ہوا اور یہ واقعہ ہمیں خدا کے کام کرنے کے طریقے کے بارے میں کیا سکھاتا ہے۔ یسوع نے پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں لیں، جو ظاہر ہے تقریباً دس ہزار لوگوں کو کھلانے کے لیے بالکل ناکافی تھیں، لیکن پھر بھی یسوع نے انہیں اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنے باپ کا شکر ادا کیا۔ اگرچہ کمی خدا کی طرف سے نہیں آئی تھی، پھر بھی یسوع نے اُس کے لیے خدا کا شکر ادا کیا۔ اُس نے ایسا کیوں کیا؟ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جو چیز ناکافی ہے، وہ اُس کے باپ کے ہاتھوں میں ضرورت سے بھی بڑھ کر کافی ہو جائے گی۔ وہ جانتا تھا کہ خدا حقیقی برائی (ناکافی خوراک) میں سے حقیقی بھلائی (کامل فراہمی) پیدا کرے گا۔

یسوع نے سب لوگوں کو بٹھانے میں وقت کیوں لیا؟ اُس نے صرف کھانے پر دعا کر کے فوراً تقسیم کیوں نہ کر دیا؟ یسوع چاہتا تھا کہ سب لوگ بیٹھ جائیں تاکہ ہر شخص واضح طور پر دیکھ سکے کہ کھانا بہت تھوڑا ہے، اور یہ بھی دیکھے کہ وہ اُسے اپنے باپ کے سپرد کر رہا ہے۔ چونکہ سب کچھ باقاعدہ اور منظم انداز میں ہوا، اس لیے ہر شخص نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کیا ہوا۔ جو کھانا چند لمحوں میں ختم ہو جانا چاہیے تھا، وہ ختم نہ ہوا۔ سب نے جان لیا کہ خدا نے ایک معجزہ کیا ہے۔

اگرچہ جب شاگرد اپنی ضرورت لے کر یسوع کے پاس آئے تو انہیں فوراً نتیجہ نظر نہ آیا، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ کچھ بھی نہیں ہو رہا تھا۔ یسوع کے پاس پہلے ہی ایک منصوبہ موجود تھا، اور حالات اُسی منصوبے کے مطابق آگے بڑھ رہے تھے۔ جب آخر کار نتائج ظاہر ہوئے تو خدا کو سب سے بڑا جلال ملا، اور جتنے زیادہ لوگوں کی مدد اور برکت ممکن تھی، وہ سب کو حاصل ہوئی۔

خدا کی فراہمی اور نجات ہمیشہ فوراً ظاہر نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ خدا چاہتا ہے کہ لوگ تکلیف اٹھائیں، بلکہ اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ بعض اوقات وقت گزرنے سے وہی صورتحال زیادہ سے زیادہ فائدہ مند بن جاتی ہے۔ اس طرح اُسے زیادہ جلال ملتا ہے اور زیادہ لوگوں تک زیادہ بھلائی پہنچتی ہے۔ یاد رکھو کہ اگرچہ اُن لوگوں کو کھانے کے لیے کچھ دیر انتظار کرنا پڑا، لیکن کوئی بھی بھوکا نہ مرا۔ سب نے خوب سیر ہو کر کھایا، بلکہ اتنا کھانا بھی بچ گیا کہ اُسے ساتھ لے جایا جا سکتا تھا۔

خدا کام کر رہا ہے۔

یسوع خدا ہے اور وہ ہمیں خدا کو ظاہر کرتا ہے۔ اس لیے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اُس نے اس صورتحال کو کس طرح سنبھالا، تو ہمیں یہ سمجھ آتی ہے کہ خدا کس طرح کام کرتا ہے اور زندگی کی مشکلات کے درمیان وہ کیا کرتا ہے۔ یہی سچائی ہمیں زندگی کی آزمائشوں کا سامنا کرتے وقت "کیا" کے سوال کا جواب دینے میں مدد دیتی ہے۔

صرف اس لیے کہ تم اپنی مشکلات کا حل نہیں دیکھ پا رہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کے پاس کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ اور صرف اس لیے کہ تم اپنی صورتحال میں کچھ ہوتا ہوا محسوس نہیں کر رہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ کچھ بھی نہیں ہو رہا۔ خدا نے دنیا کی بنیاد رکھنے سے پہلے ہی اُن تمام آزمائشوں کو جان لیا تھا جن کا تم سامنا کرو گے، اور اُس نے پہلے ہی ایسا منصوبہ تیار کر رکھا ہے جس کے ذریعے وہ انہیں اپنے زیادہ سے زیادہ جلال اور زیادہ سے زیادہ بھلائی کے مقصد کے لیے استعمال کرے گا۔ وہ پردے کے پیچھے مسلسل کام کر رہا ہے۔

یہی ہو رہا ہے۔ یہی "کیا" کے سوال کا جواب ہے۔



اگلے دو ابواب ہمیں "کیوں" اور "کیا" کے سوالوں کے درست جواب کو مزید گہرائی سے سمجھنے میں مدد دیں گے۔ ہم ایسے حقیقی لوگوں کی زندگیوں کا مطالعہ کریں گے جنہوں نے واقعی سخت مشکلات اور آزمائشوں کا سامنا کیا۔ جب ہم اُن کی کہانیوں کا جائزہ لیں گے تو دیکھیں گے کہ خدا نے اُن کی زندگیوں میں بھی انہی اصولوں کے مطابق کام کیا جنہیں یسوع نے اُس وقت ظاہر کیا تھا جب اُس نے اپنے شاگردوں کی ضرورت کے وقت اُن کی مدد کی۔



یوسف کی کہانی

یوسف کی کہانی اس بات کی ایک بہترین مثال ہے کہ خداوند زندگی کی مشکلات کے ساتھ کیا کرتا ہے۔ خدا نے یوسف کے حالات میں کام کرتے ہوئے، پچھلے باب میں بیان کیے گئے اصولوں کے مطابق، اپنے لیے زیادہ سے زیادہ جلال اور بے شمار لوگوں کے لیے زیادہ سے زیادہ بھلائی پیدا کی۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ خدا نے کیا کیا۔

یوسف کے ساتھ کیا ہوا؟

ابراہام کے پوتے یعقوب کے بارہ بیٹے تھے۔ یوسف، جو اُن کا گیارہواں بیٹا تھا، یعقوب کا سب سے زیادہ پیارا بیٹا تھا۔ جب یوسف ابھی جوان تھا، خدا نے اُس سے عظمت کا وعدہ کیا۔ یہ وعدہ، اور اپنے باپ کی خاص محبت، دونوں مل کر اُس کے بھائیوں کے دلوں میں اُس کے خلاف شدید حسد اور نفرت کا سبب بنے۔

جب یوسف سترہ برس کا تھا، تو اُس کے بھائیوں نے اُسے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، لیکن بعد میں اپنا ارادہ بدل کر اُسے غلامی میں فروخت کر دیا۔ غلاموں کے سوداگر یوسف کو مصر لے گئے اور وہاں بیچ دیا۔ مصر کے بادشاہ فرعون کے ایک افسر، فوطیفار نے یوسف کو خرید لیا اور اپنے گھر کے انتظام کی ذمہ داری اُس کے سپرد کر دی۔ وہاں رہتے ہوئے فوطیفار کی بیوی نے یوسف پر جھوٹا الزام لگایا کہ اُس نے اُس کی بے حرمتی کرنے کی کوشش کی ہے، جس کے نتیجے میں یوسف کو قید خانے میں ڈال دیا گیا۔

قید خانے میں یوسف کی ملاقات دو اور قیدیوں سے ہوئی، ایک ساقی اور ایک نانبائی، جو فرعون کی خدمت کرتے تھے۔ انہیں اس لیے قید کیا گیا تھا کیونکہ وہ اپنے بادشاہ کی ناراضی کا باعث بنے تھے۔ کچھ عرصے بعد اُن دونوں نے خواب دیکھے جن کی تعبیر وہ نہ سمجھ سکے، لیکن یوسف نے انہیں اُن کے خوابوں کی تعبیر بتائی۔ یوسف نے بتایا کہ نانبائی کو پھانسی دے دی جائے گی جبکہ ساقی دوبارہ اپنے عہدے پر بحال کر دیا جائے گا۔ یوسف کی دونوں پیش گوئیاں پوری ہوئیں۔ نانبائی مارا گیا اور ساقی دوبارہ فرعون کی خدمت پر مقرر ہو گیا۔

ساقی دو سال تک یوسف کو بھول گیا، یہاں تک کہ فرعون نے ایسے خواب دیکھے جن کی تعبیر کوئی نہ بتا سکا۔ تب ساقی کو یوسف یاد آیا، اور اُس نے فرعون کو یوسف کے بارے میں بتایا۔ چنانچہ فرعون نے یوسف کو دربار میں بلوایا، جہاں یوسف نے صحیح طور پر خوابوں کی تعبیر یہ بتائی کہ وہ آنے والے قحط کی پیش گوئی ہیں۔ اُن خوابوں کے مطابق پہلے سات سال غیر معمولی خوشحالی کے ہوں گے، اور اُن کے بعد سات سال شدید قحط آئے گا۔ یوسف کی تعبیر سن کر فرعون نے اُسے اس ذمہ داری پر مقرر کیا کہ وہ قحط آنے سے پہلے اناج جمع کرے اور پھر مشکل وقت میں اُسے لوگوں میں تقسیم کرے۔ اُس وقت یوسف کی عمر تیس برس تھی۔

یوسف نے اناج جمع کرنے اور تقسیم کرنے کا منصوبہ نہایت کامیابی سے نافذ کیا۔ جب مصر اور اُس کے اُس پاس کے ممالک قحط کا شکار ہوئے، تو لوگوں کے لیے کافی خوراک موجود تھی۔ یوسف کے اپنے بھائی بھی اُن لوگوں میں شامل تھے جو مدد لینے مصر آئے۔ آخر کار یوسف کی اپنے خاندان سے دوبارہ ملاقات ہوئی، اور اُس کا باپ، اُس کے بھائی، اُن کی بیویاں اور بچے مصر میں آ کر آباد ہو گئے۔ یوسف کی پوری کہانی پیدائش باب 37 سے 50 میں درج ہے۔

یہ کیوں ہوا؟

یوسف کی تکلیفیں "کیوں" کے سوال کو سامنے لاتی ہیں۔ اُس کے ساتھ یہ سب کیوں پیش آیا؟

ہم جانتے ہیں کہ یوسف کی مصیبتوں کا سرچشمہ خدا نہیں تھا۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ یسوع، جو خدا ہے اور ہمیں خدا کو ظاہر کرتا ہے، اُس نے کبھی کسی کے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا جو یوسف کے بھائیوں نے اُس کے ساتھ کیا تھا۔ اس لیے یوسف کی آزمائشیں خدا کا کام نہیں ہو سکتی تھیں۔

اور آخر کار خداوند نے اُسے اُس کی تمام مصیبتوں سے رہائی دی۔ (اعمال باب 7 آیات 9 تا 10) خدا نہ تو براہ راست اور نہ ہی بالواسطہ لوگوں کو تکلیف دیتا ہے، پھر بعد میں اُنہیں اُس سے نجات دینے کے لیے مداخلت کرتا ہے، کیونکہ ایسا کرنا گویا اپنے ہی خلاف تقسیم شدہ گھر کی مانند ہوگا۔

یوسف کے تجربات میں شیطان کے کام کی نشانیاں واضح طور پر دکھائی دیتی ہیں۔ بائبل کہتی ہے کہ شیطان قاتل اور جھوٹا ہے، اور وہ انسانوں سے چھیننے، اُنہیں ہلاک کرنے اور نگل جانے کی کوشش کرتا ہے۔ (یوحنا باب 8 آیت 44؛ یوحنا باب 10 آیت 10؛ 1 پطرس باب 5 آیت 8) یوسف کے بھائیوں نے بھی اُس کے ساتھ یہی کیا۔ پہلے انہوں نے اُسے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، پھر اُسے غلام بنا کر بیچ دیا، اور اپنے باپ سے اُس کے بارے میں جھوٹ بولا۔ فوطیفار کی بیوی نے بھی یوسف پر جھوٹا الزام لگایا، جس کے نتیجے میں اُس کی زندگی کے کئی قیمتی سال قید میں گزر گئے۔

کیا شیطان نے براہ راست یوسف کی ان آزمائشوں کی منصوبہ بندی کی تھی؟ بائبل ایسا نہیں کہتی، اور حقیقت میں اس سے کوئی خاص فرق بھی نہیں پڑتا۔ جیسا کہ ہم نے باب 1 میں دیکھا تھا، شیطان انسانوں کی گناہ آلود فطرت اور اُن کے غیر تجدید شدہ ذہنوں کے ذریعے اُن کے رویوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اُسے یوسف کے بھائیوں اور اُن دوسرے لوگوں تک بھی اسی راستے سے رسائی حاصل ہوئی جن سے یوسف کا واسطہ پڑا۔

شیطان کے اثر میں آ کر گرے ہوئے انسانوں نے اپنی آزاد مرضی سے جو فیصلے کیے، انہی نے یوسف کی مصیبتوں کو جنم دیا۔ یہ مشکلات اُس پر اس لیے آئیں کیونکہ گناہ کی لعنت میں گرفتار دنیا میں زندگی اسی طرح گزرتی ہے۔

خدا کیا کر رہا تھا؟

یوسف کی کہانی سے ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نے انسانوں کے فیصلوں کے نتائج کو—حتیٰ کہ اُن فیصلوں کو بھی جنہیں نہ اُس نے منظور کیا تھا اور نہ ہی ترتیب دیا تھا—اپنے جلال اور عظیم بھلائی کے لیے کس طرح بھرپور طور پر استعمال کیا۔ لیکن اس میں وقت لگا۔ خدا نے وقتی برکت (یعنی یوسف کی مشکلات کو اُسی دن ختم کر دینا جس دن وہ شروع ہوئیں) کو مؤخر کیا تاکہ طویل المدت اور ابدی نتائج حاصل ہوں۔

ان مثالوں پر غور کریں:

• خدا یوسف کو واضح طور پر خبردار کر سکتا تھا کہ اُس کے بھائی اُس کے ساتھ کیا کرنے والے ہیں، لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے اُس نے ایسا نہیں کیا۔ ایسی اطلاع یوسف کے مسئلے کا مستقل حل نہ ہوتی، کیونکہ اُس کے بھائیوں کے دلوں میں اُس کے خلاف نفرت اور قتل کا ارادہ پھر بھی موجود رہتا، اور آئندہ بھی وہ اُس کے لیے خطرہ بن سکتے تھے۔

اگر اُس وقت خدا مداخلت کرتا، تو یوسف مصر نہ پہنچتا، خوراک کی تقسیم کا نگران نہ بنتا، اور ممکن ہے کہ وہ خود بھی اور اُس کا خاندان بھی قحط سے نہ بچ پاتا۔ اگر وہ سب ہلاک ہو جاتے، تو خدا کا وہ منصوبہ، جس کے مطابق مسیح کے وسیلے سے بیٹوں اور بیٹیوں کا خاندان قائم ہونا تھا، رُک جاتا، کیونکہ یسوع دنیا میں یوسف کے خاندان، یعنی ابراہام کی نسل، کے ذریعے آیا۔

• جب فوطیفار کی بیوی نے یوسف پر جھوٹا الزام لگایا تو خدا نے مداخلت نہ کی، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اُس کے اس جھوٹ کا انجام کہاں تک پہنچے گا۔ اُسی جھوٹ کے باعث یوسف قید خانے میں گیا، لیکن اسی قید خانے میں اُس کی ملاقات ساقی سے ہوئی، جو بعد میں یوسف کو فرعون تک پہنچانے کا ذریعہ بنا۔

• آخرکار ساقی قید سے رہا ہو گیا، لیکن اُسے دو سال تک یہ یاد نہ آیا کہ وہ فرعون کے سامنے یوسف کا ذکر کرے۔ اگر وہ فرعون کے عجیب خواب دیکھنے سے پہلے ہی یوسف کا ذکر کر دیتا، تو ممکن تھا کہ یوسف قید سے تو آزاد ہو جاتا، مگر اُسے ترقی دینے کی کوئی وجہ نہ ہوتی۔ شاید وہ مصر میں ایک گمنام شخص بن کر رہ جاتا، یا کنعان واپس چلا جاتا اور ممکن ہے کہ قحط میں مر جاتا۔ دونوں صورتوں میں اُسے خوراک کی تقسیم کے انتظام کی ذمہ داری کبھی نہ ملتی۔

خدا نے یوسف کے ساتھ ہونے والی برائی میں سے عظیم بھلائی پیدا کی۔ آخرکار یوسف اُس مقام تک پہنچ گیا جہاں وہ اپنے خاندان کے لیے خوراک مہیا کر سکا، اور یوں اُس نسل کو محفوظ رکھا جس کے ذریعے ایک دن یسوع دنیا میں آنے والا تھا۔ یوسف کی منصوبہ بندی نے ہزاروں لوگوں کو بھوک سے مرنے سے بچایا، اور بے شمار لوگوں نے واحد سچے خدا کے بارے میں سنا کیونکہ یوسف نے اپنی تمام مصیبتوں کے دوران خداوند کا اقرار کیا۔ مثال کے طور پر:

• فوطیفار کے گھر میں غلامی کے دوران، فوطیفار، جو مصر کے معبودوں کی پرستش کرتا تھا، یہ سمجھ گیا کہ قادرِ مطلق خدا یوسف کے ساتھ ہے۔ (پیدائش باب 39 آیت 3)

• جب یوسف قید خانے میں تھا تو اُس نے صاف کہا کہ ساقی اور نانوائی کے خوابوں کی صحیح تعبیر خدا دیتا ہے۔ اس کے نتیجے میں مصر کے بہت سے دوسرے بت پرستوں نے بھی واحد قادرِ مطلق خدا کے بارے میں سنا۔ (پیدائش باب 40 آیت 8)

• جب یوسف فرعون کے پریشان کن خوابوں کی تعبیر بتانے کے قابل ہوا، تو اُس نے ایک بار پھر اس کا تمام جلال خداوند کو دیا۔ تب بادشاہ نے بھی پہچان لیا کہ خدا کام کر رہا ہے۔ "کیا ہم اس شخص جیسا کوئی اور پا سکتے ہیں جس میں خدا کا روح بستا ہو؟" (پیدائش باب 41 آیات 38 تا 39)

• قحط کے زمانے میں بہت سے ممالک خوراک حاصل کرنے کے لیے مصر آئے۔ غالب امکان ہے کہ اُن میں سے بڑی تعداد نے اُس وقت واحد برتر خدا کے بارے میں سنا ہوگا جب اُنہیں بتایا گیا کہ جبکہ باقی سب جگہ خوراک ختم ہو چکی تھی، مصر کے پاس اتنی وافر خوراک کیوں موجود تھی۔ (پیدائش باب 41 آیت 57)

خدا نے یوسف کو اُس کی سخت آزمائش کے دوران کبھی تنہا نہیں چھوڑا۔ بلکہ اُس نے یوسف کی حفاظت کی اور نہایت دشوار حالات میں بھی اُسے ترقی کرنے کے قابل بنایا۔ ان مثالوں پر غور کریں:

• جب یوسف غلام بن کر فوطیفار کے گھر پہنچا تو وہ جلد ہی ترقی کرنے لگا۔ فوطیفار نے اپنے پورے گھر کی ذمہ داری یوسف کے سپرد کر دی۔ "اور خداوند یوسف کے ساتھ تھا، اور وہ کامیاب اور خوش حال انسان تھا۔۔۔ اُس نے اپنے مالک فوطیفار کی نظر میں مقبولیت حاصل کی۔۔۔ اور اُس کے مالک نے اُسے اپنے گھر کا نگران بنا دیا اور اپنی تمام جائیداد اُس کے سپرد کر دی۔" (پیدائش باب 39 آیات 2 تا 4)

• اُس زمانے میں عصمت دری کی سزا عام طور پر موت تھی۔ اگرچہ یوسف پر یہی الزام لگایا گیا، پھر بھی اُسے سزائے موت دینے کے بجائے فرعون نے شاہی قیدیوں کے قید خانے میں بھیج دیا۔

• یوسف کو قید خانے میں بیڑیوں سے جکڑ دیا گیا، لیکن خدا نے اُسے اُن بندھنوں سے نکالا اور اُسے بڑی ذمہ داری سونپ دی۔ پورے قید خانے کی نگرانی اُس کے سپرد کر دی گئی، اور جب فرعون کا ساقی اور نانوائی وہاں لائے گئے تو یوسف ہی اُن کی خدمت کرتا تھا۔

• جب یوسف نے فرعون کے خوابوں کی تعبیر بیان کی تو فرعون نے اُسے مصر کا دوسرا سب سے اعلیٰ حاکم مقرر کر دیا۔ فرعون نے اُس سے کہا، "صرف تخت کے اعتبار سے ہی میں تجھ سے بڑا رہوں گا۔" (پیدائش باب 41 آیت 40)

یوسف کی اپنی آزمائشوں کے بارے میں سوچ

فرعون نے یوسف کو ایک بیوی بھی دی، اور اُس نے مصر میں اپنا خاندان آباد کیا۔ یوسف کے بیٹوں کے نام ہمیں یہ گہری سمجھ دیتے ہیں کہ اپنی مشکلات کے دوران خدا کی مدد اور فراہمی کے بارے میں یوسف کا نظریہ کیا تھا۔

"یوسف نے اپنے پہلے بیٹے کا نام منسی رکھا، کیونکہ اُس نے کہا، 'خدا نے میری تمام مشقت اور میرے باپ کے گھرانے کی یاد کو میرے لیے بھلا دیا ہے۔' اور اُس نے اپنے دوسرے بیٹے کا نام

افرائیم رکھا، کیونکہ اُس نے کہا، 'خدا نے مجھے میری مصیبت کی سرزمین میں بار آور بنایا ہے۔' (پیدائش باب 41 آیات 51 تا 52)

ہر بار جب یوسف اپنے بیٹوں کے نام لیتا تھا، تو وہ گویا یہ اعلان کرتا تھا کہ خدا نے اُس کی تمام مصیبتوں اور نقصان کی تلخ یادوں کو مٹا دیا ہے، اور جس سرزمین نے کبھی اُس کے لیے دکھ اور تکلیف پیدا کی تھی، اُسی سرزمین میں خدا نے اُسے فراوانی کی زندگی عطا کی ہے۔ یوسف اپنے حالات میں اس قدر سکون اور فتح رکھتا تھا کہ جب اُس کے بھائی خوراک لینے کے لیے مصر آئے تو وہ اُن سے کہہ سکا:

"خدا نے مجھے تم سے پہلے یہاں بھیجا تاکہ تمہاری جانیں بچائے... تاکہ تمہیں اور تمہارے خاندانوں کو زندہ رکھے اور تم ایک بڑی قوم بنو۔" (پیدائش باب 45 آیات 5 تا 7)

جب یوسف نے کہا کہ خدا نے اُسے مصر بھیجا، تو اُس کا مطلب یہ ہرگز نہیں تھا کہ خدا نے اُس کی مصیبتیں پیدا کیں۔ بلکہ وہ اس حقیقت کا اظہار کر رہا تھا کہ خدا اپنی کائنات اور انسان کی آزاد مرضی پر کس قدر کامل اختیار رکھتا ہے۔ خدا نے ان میں سے کوئی بھی برائی پیدا نہیں کی، لیکن اُس نے اُن سب کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا پہلے ہی جانتا تھا کہ یوسف کے بھائی اُس کے ساتھ کیا کرنے والے ہیں، اور اُس نے اُن کے فیصلوں کو اپنی منصوبہ بندی میں شامل کر لیا۔ جب یوسف کے بھائیوں نے اُسے غلام بنا کر فروخت کیا، تو انہوں نے اُس کے خلاف بہت بڑی برائی کی۔ لیکن خدا نے اُن کے اسی بدکارانہ فیصلے کو استعمال کرتے ہوئے آخرکار یوسف کو مصر میں اختیار کے بلند مقام تک پہنچا دیا۔ اس کے نتیجے میں بے شمار جانیں بچ گئیں، اور ہزاروں لوگوں نے یہوواہ، واحد سچے خدا، کے بارے میں سنا۔ اُس وقت بھی خدا کا اقتدار ایسا ہی تھا، اور آج بھی ویسا ہی ہے۔

جب یوسف نے اپنی زندگی پر پیچھے مڑ کر نظر ڈالی، تو وہ صاف طور پر سمجھ گیا کہ خدا اتنا عظیم ہے کہ وہ اُن برے کاموں کو بھی، جنہیں اُس نے خود انجام نہیں دیا، اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔ آخرکار یوسف اپنے بھائیوں سے یہ کہہ سکا:

"تم نے تو میرے خلاف برائی کا ارادہ کیا تھا، لیکن خدا نے اُسی کو بھلائی میں بدل دیا، تاکہ جیسا آج ہو رہا ہے، بہت سے لوگوں کی جانیں بچائی جائیں۔" (پیدائش باب 50 آیت 20)

• <<<< • >>>> •

یوسف کی زندگی میں خدا نے کیا کیا؟

اُس نے پردے کے پیچھے کام کیا اور انسانوں کے فیصلوں کو اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کیا۔ خدا کا وقت بالکل کامل تھا۔ اُس نے وقتی برکت (یعنی فوری نجات) کو مؤخر کیا تاکہ طویل المدت اور ابدی نتائج حاصل ہوں۔ خدا نے یوسف کو سنبھالے رکھا یہاں تک کہ اُسے مکمل طور پر اُس آزمائش سے نکال لیا، اور نہایت سخت حالات کے درمیان بھی اُسے پہانے پھولنے کے قابل بنایا۔ خداوند نے حقیقی برائی میں سے حقیقی بھلائی پیدا کی، اپنے لیے زیادہ سے زیادہ جلال حاصل کیا، اور اپنی ابدی نجات کے منصوبے کو پورا کرتے ہوئے بے شمار مردوں اور عورتوں کے لیے زیادہ سے زیادہ بھلائی پیدا کی۔

یوسف کی کہانی میں "کیا" کے سوال کا یہی جواب ہے۔



موسیٰ اور اسرائیل کی کہانی

موسیٰ اور اُن عبرانیوں کی کہانی، جنہوں نے مصر چھوڑ کر کنعان میں اپنے وطن کی طرف سفر کیا، ہمیں یہ مزید سمجھاتی ہے کہ زندگی کی آزمائشوں کے دوران خدا کس طرح کام کرتا ہے۔ اس بیان میں ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نے اُن کے لیے بھی وہی کچھ کیا جو اُس نے یوسف کے لیے کیا تھا۔

کہانی کا آغاز

یوسف کے زمانے میں اسرائیل کی نئی قائم ہونے والی قوم، جس کی تعداد صرف پچھتر افراد تھی، قحط کے دوران خوراک کی تلاش میں مصر گئی۔ وہیں آباد ہو گئی اور بہت ترقی کی۔ وقت گزرنے کے ساتھ یوسف اور اُس کی نسل کے لوگ وفات پا گئے، لیکن اُن کی اولاد بہت بڑھتی گئی۔ "اور بنی اسرائیل بہت پہلے پہولے، نہایت بڑھ گئے، اور اس قدر طاقتور ہو گئے کہ پورا ملک اُن سے بھر گیا۔" (خروج باب 1 آیت 7)

مصریوں نے اُن کی اس تیز رفتار بڑھوتری کو خوف کی نظر سے دیکھا۔ جب ایک نیا بادشاہ برسرِ اقتدار آیا، جو نہ یوسف کو جانتا تھا اور نہ اُس کی خدمات سے واقف تھا، تو اُس نے بڑی بے رحمی سے عبرانیوں کو غلام بنا لیا۔

خدا کے لوگ غلامی میں اس لیے گرفتار ہوئے کیونکہ گناہ کی لعنت میں ڈوبی ہوئی دنیا میں زندگی کا یہی حال ہے۔ گرے ہوئے انسان فطری طور پر دوسروں پر حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ شیطان اسی رجحان کے ذریعے کام کرتا ہے اور لوگوں کو ایک دوسرے کو غلام بنانے پر اکساتا ہے۔ اس ٹوٹی ہوئی دنیا میں، شیطان سے متاثر انسانوں کے آزادانہ فیصلے تباہ کن نتائج پیدا کر سکتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے ساتھ بھی یہی ہوا۔

سخت غلامی کے باوجود بنی اسرائیل کی تعداد بڑھتی رہی۔ چنانچہ فرعون نے عبرانی دائیوں اور اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ اسرائیلیوں کے ہر نومولود لڑکے کو قتل کر دیا جائے۔ "لیکن جتنا زیادہ اُن پر ظلم کیا گیا، وہ اتنے ہی زیادہ بڑھتے اور پھیلتے گئے۔" (خروج باب 1 آیت 12)

خدا اپنے لوگوں کو نہایت سخت حالات کے درمیان بھی ترقی کرنے کے قابل بنا سکتا ہے۔

اسی زمانے میں ایک عبرانی خاندان میں موسیٰ پیدا ہوا۔ اُس کے والدین نے اُسے تین ماہ تک چھپا کر رکھا تاکہ وہ قتل ہونے سے بچ جائے۔ جب مزید اُسے چھپانا ممکن نہ رہا تو انہوں نے خدا پر بھروسہ کیا اور اُسے ایک پانی سے محفوظ ٹوکری میں رکھ کر دریائے نیل میں چھوڑ دیا۔ فرعون کی بیٹی نے اُسے دریا کے کنارے سرکنڈوں میں پایا اور اُسے اپنا بیٹا بنانے کا فیصلہ کیا۔

موسیٰ کی بہن مریم، جو دور سے یہ سب دیکھ رہی تھی، فرعون کی بیٹی کے پاس گئی اور اُس سے کہا کہ وہ بچے کے لیے ایک دودھ پلانے والی عورت ڈھونڈ لائے۔ شہزادی نے اجازت دے دی، اور مریم اپنے ہی بھائی کو اُس کی ماں کے پاس لے آئی۔ موسیٰ کی ماں نے اُس کی پرورش اُس وقت تک کی جب تک اُس کا دودھ نہ چھوٹ گیا، پھر اُسے فرعون کی بیٹی کے حوالے کر دیا۔

اس خطرناک اور مشکل ماحول کے درمیان خدا نے حقیقی برائی میں سے حقیقی بھلائی پیدا کی۔ خداوند نے اُسی طاقت کو، جو عبرانی بچوں کو ہلاک کرنے کے لیے استعمال ہو رہی تھی، یعنی مصر کو، موسیٰ کی جان بچانے کا ذریعہ بنا دیا۔ جب فرعون کی بیٹی نے موسیٰ کو نیل سے نکالا تو وہ مصر کا محفوظ شاہزادہ بن گیا۔ نہ صرف موسیٰ زندہ بچ گیا بلکہ اپنی ابتدائی زندگی میں اُسے اپنی خدا ترس ماں کی تربیت بھی ملی۔ پھر جب اُس کی ماں نے اُسے شہزادی کے حوالے کر دیا تو ایک شہزادے کی حیثیت سے اُسے وہ تعلیم اور تربیت ملی جو اُسے کبھی نہ ملتی اگر وہ عبرانی غلاموں کے درمیان اینٹیں بنانے والا مزدور بن کر بڑا ہوتا۔ "اور موسیٰ مصریوں کے تمام علم میں تعلیم یافتہ ہوا، اور اپنے کلام اور اپنے کام دونوں میں بڑی قدرت رکھتا تھا۔" (اعمال باب 7 آیت 22)

جب موسیٰ جوان ہوا تو اُس کا دل اپنے اسرائیلی بھائیوں کی طرف مائل ہوا۔ لیکن چالیس برس کی عمر میں اُس نے ایک مصری کو قتل کر دیا جو ایک عبرانی غلام پر ظلم کر رہا تھا۔ اس کے بعد موسیٰ مصر سے بھاگ گیا اور عرب کے علاقے مدین کے بیابان میں چالیس سال گزارے۔

خدا نے موسیٰ سے اُس مصری کو قتل نہیں کروایا تھا اور نہ ہی اُسے مصر سے بھاگنے پر مجبور کیا تھا، لیکن اُس نے موسیٰ کے اس عمل کو بھی اپنی وسیع تر منصوبہ بندی میں استعمال کیا۔

خدا نے موسیٰ کو بنی اسرائیل کو اُن کے وطن واپس لے جانے کے لیے چنا تھا، لیکن اُس مصری کو جلدبازی میں قتل کر دینا ظاہر کرتا تھا کہ وہ ابھی ہزاروں مشکل مزاج لوگوں کی قیادت کرتے ہوئے ایک خطرناک سفر پر نکلنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ موسیٰ کو اُن اوصافِ کردار کو پیدا کرنے کے لیے وقت درکار تھا جو اُسے ایک عظیم راہنما بناتے۔

یہ کردار سازی کا زمانہ مدین میں گزرا۔ اور مدین ہی وہ جگہ تھی جہاں محل میں پرورش پانے والے موسیٰ نے بیابان کی زندگی گزارنا سیکھی۔ اُسے بالکل وہی تربیت ملی جس کی اُسے خدا کے اُس منصوبے کو پورا کرنے کے لیے ضرورت تھی جس کے مطابق اُسے اپنے لوگوں کو کنعان کی طرف جاتے ہوئے بیابان کے وسیع صحرا سے گزارنا تھا۔

بہترین راستہ

جب موسیٰ اپنی مقررہ ذمہ داری پوری کرنے کے لیے مصر واپس آیا تو اُس کی عمر اسی سال تھی۔ وہ فرعون کے پاس گیا اور مطالبہ کیا کہ عبرانیوں کو غلامی سے آزاد کیا جائے، لیکن فرعون نے انکار کر دیا۔ تقریباً نو مہینوں کے دوران مصر پر ایک کے بعد ایک آفت نازل ہوئی، یہاں تک کہ آخر کار فرعون اس بات پر راضی ہو گیا کہ بنی اسرائیل کو آزاد کر دیا جائے اور وہ مصر چھوڑ دیں۔ یوں اُن کا کنعان کی طرف واپسی کا سفر شروع ہوا۔

خدا بنی اسرائیل کو اُن کے وطن واپس لے جانے کے لیے دو راستوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کر سکتا تھا: فلسطین کے علاقے سے گزرنے والا راستہ یا جزیرہ سینا کے بیابان کا راستہ۔ (خروج باب 13 آیات 17 تا 18)

پہلا راستہ فلسطین سے بھرا ہوا تھا، جو بت پرست اور جنگجو قوم تھی۔ دوسرا راستہ پہاڑی اور خشک بیابان سے گزرتا تھا، جہاں بعض پہاڑ سات ہزار چار سو فٹ تک بلند تھے اور پورے سال میں آٹھ انچ سے بھی کم بارش ہوتی تھی۔

آدم کے پہلے گناہ کے اثرات کی وجہ سے دونوں راستے دشوار تھے۔ اُس کی نافرمانی نے انسان میں گناہ آلود فطرت پیدا کی، جس کے نتیجے میں ایسی جنگجو قومیں وجود میں آئیں جو دوسروں کو فتح کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتی تھیں، جیسے فلسطینی۔ دوسری طرف بیابان کا راستہ ایک ویران صحرا سے گزرتا تھا۔ ایسے بیابان اور اُن کی سختیاں اُس موت کی لعنت کا نتیجہ تھیں جو آدم کے گناہ کے بعد زمین پر آئی۔

خدا نے ان دونوں راستوں کی مشکلات پیدا نہیں کیں، لیکن وہ جانتا تھا کہ کون سا راستہ زیادہ سے زیادہ بھلائی اور بہترین نتائج پیدا کرے گا۔ اُس نے بنی اسرائیل کے لیے بہترین راستہ، یعنی سینا کے بیابان کا راستہ، منتخب کیا، اور اُس کے پاس ایک منصوبہ تھا کہ اسی راستے کو استعمال کر کے اپنے لوگوں کے لیے عظیم بھلائی اور اپنے لیے بڑا جلال پیدا کرے۔

مصر کی فوج نہایت طاقتور تھی، اور مصر سے کنعان کا فاصلہ بھی زیادہ نہیں تھا۔ اگر بنی اسرائیل کنعان میں جا کر آباد ہو جاتے تو مصری فوج اُن کے لیے مسلسل خطرہ بنی رہتی۔ خدا نے اس خطرے کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کا ایک طریقہ دیکھا۔

خداوند جانتا تھا کہ فرعون بنی اسرائیل کو آزاد کرنے کے اپنے فیصلے سے پھر جائے گا۔ چنانچہ فرعون نے اپنی فوج اُن غلاموں کے تعاقب میں بھیج دی جنہیں اُس نے ابھی آزاد کیا تھا، کیونکہ اُسے لگا کہ وہ بحرِ قلزم کے کنارے بیابان میں پھنس گئے ہیں۔ جب مصری اُن کے پیچھے پہنچے تو خدا نے سمندر کے پانی کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور بنی اسرائیل کو خشک زمین پر سے گزرنے دیا۔ جب مصری سپاہیوں نے اُن کا پیچھا کرنے کی کوشش کی تو پانی دوبارہ اپنی جگہ آ گیا اور وہ سب ہلاک ہو گئے۔

اس واقعے سے عظیم بھلائی پیدا ہوئی۔ خدا نے نہ صرف بنی اسرائیل کے لیے ایک حقیقی خطرے کو ختم کیا بلکہ بحرِ قلزم کے معجزانہ طور پر دو حصوں میں بٹ جانے کا اُن پر گہرا روحانی اثر بھی ہوا۔

"جب بنی اسرائیل نے وہ عظیم قدرت دیکھی جو خداوند نے مصریوں کے خلاف ظاہر کی تھی تو وہ خداوند سے ڈرنے لگے اور خداوند اور اُس کے خادم موسیٰ پر ایمان لائے۔" (خروج باب 14 آیت 31)

بیابان میں خدا کی فراہمی

سینا کے بیابان کا راستہ نہایت سخت اور خطرناک تھا۔ اس سفر کے دوران بنی اسرائیل نے بہت سی مشکلات کا سامنا کیا، جن میں خوراک اور پانی کی کمی، سانپ، بچھو، شدید گرمی، گرد و غبار اور تھکاوٹ شامل تھے۔ لیکن خدا نے اپنے لوگوں کی اُن تمام مشکلات کے درمیان بھی دیکھ بھال کی جو اُن کے ماحول نے پیدا کی تھیں۔ وہ انہیں بحفاظت بیابان سے گزارتا رہا، یہاں تک کہ مکمل طور پر باہر لے آیا۔

"(خدا) اپنے لوگوں کو مصر سے بحفاظت نکال لایا، اور وہ چاندی اور سونا ساتھ لیے ہوئے تھے، اور اُن کے قبیلوں میں کوئی کمزور یا بیمار نہ تھا... اُس نے اُن پر سایہ کرنے کے لیے بادل پھیلا دیا اور رات کو روشنی دینے کے لیے آگ مہیا کی۔ انہوں نے گوشت مانگا تو اُس نے بٹیر بھیجیں، اور آسمان کی روٹی، یعنی من، سے انہیں سیر کیا۔ اُس نے چٹان کو شگاف دیا تو پانی نکل آیا، اور وہ خشک بیابان میں دریا کی طرح بہنے لگا۔" (زبور باب 105 آیات 37 تا 41)

"تمہارے خداوند خدا نے اس سارے بیابان میں تمہاری اسی طرح نگہبانی کی جیسے ایک باپ اپنے بیٹے کی نگہبانی کرتا ہے۔" (استثنا باب 1 آیت 31)

"ان پورے چالیس برسوں میں نہ تمہارے کپڑے پرانے ہوئے اور نہ تمہارے پاؤں سوجے۔" (استثنا باب 8 آیت 4)

خدا کا کامل وقت

مصر سے اُن کے وطن تک کا سفر صرف گیارہ دن کا تھا، لیکن بنی اسرائیل کو کنعان پہنچنے میں دو سال لگ گئے۔ (استثنا باب 1 آیت 2؛ گنتی باب 10 آیات 11 تا 13)

دو ہفتوں کے سفر کے لیے دو سال بہت طویل معلوم ہو سکتے ہیں، لیکن خدا کا وقت ہمیشہ کامل ہوتا ہے۔ بنی اسرائیل کے انتظار کے اس عرصے میں خدا مسلسل کام کر رہا تھا، اور اس سے بہت بڑی بھلائی پیدا ہوئی۔

خدا نے کوہ سینا پر موسیٰ سے ملاقات کی اور اُسے وہ شریعت عطا کی جس پر بنی اسرائیل کو اُس ملک میں داخل ہونے کے بعد عمل کرنا تھا جسے خدا نے انہیں دینے کا وعدہ کیا تھا۔ موسیٰ کو خیمہ اجتماع بنانے اور قربانیوں کے نظام کو قائم کرنے کی ہدایات بھی دی گئیں، جو کنعان میں آباد ہونے کے بعد اُن کی روحانی زندگی کے لیے نہایت اہم تھیں۔

ان دو برسوں کی تاخیر نے یہ خبر پھیلنے کا موقع دیا کہ عبرانیوں کے خدا نے مصر کی فوج کو شکست دے دی ہے۔ جب بنی اسرائیل اپنے ملک میں پہنچے تو وہاں کے باشندے پہلے ہی اُن سے خوفزدہ ہو چکے تھے۔ اس طرح بنی اسرائیل کو ایک بڑا عسکری فائدہ حاصل ہوا۔

جب بنی اسرائیل اپنے آبائی ملک میں داخل ہوئے تو یریحو پہلا شہر تھا جس کا انہیں سامنا کرنا پڑا۔ شہر پر حملہ کرنے سے پہلے دو جاسوسوں کو یریحو کی فصیل کے اندر معلومات حاصل کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ جب یریحو کے بادشاہ کو اُن کی موجودگی کا علم ہوا تو راحب نامی ایک فاحشہ نے انہیں چھپا دیا اور فرار ہونے میں مدد دی۔ اُس نے انہیں بتایا کہ وہ اُن کی مدد کرنے پر کیوں آمادہ ہوئی تھی۔

"ہم سب تم سے خوفزدہ ہیں۔ اس ملک کے تمام باشندے تمہارے سبب لرز رہے ہیں، کیونکہ ہم نے سنا ہے کہ جب تم مصر سے نکلے تو خداوند نے تمہارے لیے بحرِ قلزم کا پانی خشک کر دیا تھا۔۔۔ اسی لیے ہمارے دل پگھل گئے ہیں اور کسی میں تمہارے مقابلے کا حوصلہ نہیں رہا، کیونکہ تمہارا خداوند خدا اوپر آسمان اور نیچے زمین دونوں کا خدا ہے۔" (یشوع باب 2 آیات 9 تا 11)

بنی اسرائیل کی اس تاخیر نے نہ صرف مقامی باشندوں میں خوف پھیلنے کا وقت دیا بلکہ اس کے ابدی نتائج بھی برآمد ہوئے۔ راحب، جو ایک بت پرست غیر قوم عورت تھی، اس نتیجے پر پہنچی کہ عبرانیوں کا خدا ہی واحد سچا خدا ہے۔ اُس نے اُسے قادرِ مطلق خدا کے طور پر پہچانا، اور اسی وجہ سے وہ اُن جاسوسوں کی مدد کرنے پر تیار ہوئی۔ راحب آج آسمان میں ہے کیونکہ بنی اسرائیل کی اُس ملک میں آمد دو سال کے لیے مؤخر ہوئی۔ راحب کی نجات یقیناً اس انتظار کے قابل تھی۔ کنعان میں اور کتنے لوگ راحب کی طرح اس نتیجے پر پہنچے ہوں گے، اپنے بتوں کو چھوڑ کر واحد سچے خدا کی عبادت کرنے لگے ہوں گے؟ اس کا جواب صرف ابدیت ہی ظاہر کرے گی۔

خدا زندگی کی مشکلات کو استعمال کرتا ہے

چونکہ خدا حاکمِ مطلق اور قادرِ مطلق ہے، اس لیے وہ اُن حالات کو بھی، جو اُس نے خود پیدا نہیں کیے، اپنے لوگوں کی بھلائی کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔ کنعان کی طرف بنی اسرائیل کے سفر کا بیان ہمیں دکھاتا ہے کہ خدا ایسا کیسے کرتا ہے۔ ان تین نکات پر غور کیجیے۔

آزمائشوں میں ایمان مضبوط ہو سکتا ہے

جب بنی اسرائیل بحرِ قلزم کو پار کر چکے تو وہ تین دن تک بیابان میں چلتے رہے لیکن انہیں پانی نہ ملا۔ آخرکار وہ مارہ نامی مقام پر پہنچے، مگر وہاں کا پانی پینے کے قابل نہیں تھا۔ موسیٰ نے مدد کے لیے خداوند سے رجوع کیا، اور خدا نے اُسے ہدایت دی کہ ایک درخت کی لکڑی اُس پانی میں ڈال دے۔ موسیٰ نے ایسا ہی کیا، اور وہ پانی پینے کے قابل ہو گیا۔ (خروج باب 15 آیات 22 تا 26)

خدا نے یہ صورتحال پیدا نہیں کی تھی۔ واضح طور پر خدا کی مرضی یہی تھی کہ بنی اسرائیل کے پاس پینے کے لیے صاف پانی ہو، کیونکہ جب موسیٰ نے اُس کی ہدایت پر عمل کیا تو خدا نے پانی کو میٹھا کر دیا۔ پھر مارہ کا پانی پینے کے قابل کیوں نہ تھا؟ یہ صرف ایک اور مثال ہے کہ آدم کے گناہ نے ایسی لعنت دنیا میں لے آئی جس نے زمین کی زندگی کو بگاڑ دیا۔

خدا چاہتا تو اپنے لوگوں کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اُس پانی کو میٹھا کر سکتا تھا، لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اُس نے اس صورتحال کو بنی اسرائیل کی بھلائی کے لیے استعمال کرنے کا ایک طریقہ دیکھا تھا۔ آگے اُس ملک میں اُن کے سامنے فصیل بند شہر اور طاقتور دشمن کھڑے تھے۔ اپنے ملک میں داخل ہونے اور اُس پر قبضہ کرنے کے لیے انہیں ایسے ایمان کی ضرورت تھی جو آزمودہ اور ثابت شدہ ہو۔

مارہ کے کڑوے پانی نے بنی اسرائیل کو اپنے ایمان کو استعمال کرنے اور اُسے مضبوط بنانے کا موقع دیا۔ اُن کے پاس یہ صلاحیت پیدا کرنے کا موقع تھا کہ وہ آنکھوں سے نہیں بلکہ ایمان سے چلیں اور پورے بھروسے کے ساتھ اعلان کریں: "ہمیں پانی چاہیے، اور ہمیں نہیں معلوم کہ وہ کہاں سے آئے گا، لیکن ہم پریشان نہیں ہیں۔ خدا ضرور مہیا کرے گا!"

آزمائشوں میں صبر مضبوط ہو سکتا ہے

گناہ کی لعنت میں ڈوبی ہوئی دنیا میں زندگی کی حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اپنی مشکلات سے ہمیشہ فوراً نجات نہیں ملتی۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم اُس وقت تک ثابت قدم رہ سکیں جب تک فتح کا تجربہ نہ کر لیں۔ یہی صبر ہے—خواہ حالات جیسے بھی نظر آئیں، ثابت قدم رہنا۔

بعض لوگ غلطی سے سمجھتے ہیں کہ مشکلات انسان کو صبر سکھاتی ہیں، لیکن آزمائشیں خود صبر پیدا نہیں کرتیں، بالکل اسی طرح جیسے صرف ورزش خود بخود پٹھے پیدا نہیں کرتی۔ بلکہ زندگی کی مشکلات ہمیں یہ موقع دیتی ہیں کہ ہم اپنے اندر موجود خدا کی قدرت کے ذریعے برداشت کرنے کی صلاحیت کو استعمال کریں، اور اس کے نتیجے میں ہمارا صبر اور ثابت قدمی مزید مضبوط ہو جاتی ہے۔ یہ اُن طریقوں میں سے ایک ہے جن سے خدا اس زندگی کی مشکلات کو ہماری بھلائی کے لیے استعمال کرتا ہے۔

"یہ جان لو کہ تمہارے ایمان کی آزمائش ثابت قدمی پیدا کرتی ہے۔" (یعقوب باب 1 آیت 3)

جب تم مصیبت کے سامنے ایمان اور صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے خدا کے کلام پر مضبوطی سے قائم رہتے ہو، تو خدا کی قدرت تمہیں اُس وقت تک مضبوط رکھتی ہے جب تک تم اُس کی فراہمی اور نجات کا تجربہ نہیں کر لیتے۔ ایک میدان میں ثابت قدم رہ کر کامیابی حاصل کرنا تمہیں یہ اعتماد دیتا ہے کہ خدا کی مدد سے تم زندگی کی اگلی آزمائش کا بھی سامنا کر سکتے ہو۔

تم نہیں جانتے کہ زندگی کے اس سفر میں آگے کیا آنے والا ہے۔ آج کی موجودہ صورتحال میں ایمان اور صبر کے ساتھ چلنے کی جو مشق تم کر رہے ہو، ممکن ہے کہ وہی کل کی کسی بڑی آزمائش پر فتح پانے کے لیے تمہاری سب سے بڑی ضرورت ثابت ہو۔ بنی اسرائیل کے ساتھ بھی یہی ہوا۔

آزمائشوں میں کمزوریاں ظاہر ہو سکتی ہیں

بنی اسرائیل نے مارہ میں اپنے ایمان اور صبر کو استعمال کرنے کا موقع گنوا دیا۔ اس کے بجائے وہ پینے کے پانی کی کمی پر شکایت کرنے لگے۔

"تب لوگ موسیٰ پر بڑبڑانے لگے اور کہنے لگے، 'ہم کیا پئیں؟'" (خروج باب 15 آیت 24)

آزمائشیں اکثر ہمارے کردار کی کمزوریوں کو ظاہر کر دیتی ہیں، بالکل اسی طرح جیسے مارہ کے کڑوے پانی نے بنی اسرائیل کی کمزوریاں ظاہر کر دیں۔ جب یہ کمزوریاں سامنے آ جاتی ہیں تو اُن کا علاج بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی اُن طریقوں میں سے ایک ہے جن سے خدا اُن مشکلات کو، جنہیں اُس نے خود پیدا نہیں کیا، ہماری بھلائی کے لیے استعمال کرتا ہے۔ مارہ کا واقعہ خدا کے لوگوں کے لیے اپنی بڑبڑاہٹ کو پہچاننے اور اُس سے نمٹنے کا بہترین موقع تھا، لیکن افسوس کہ بنی اسرائیل نے نہ اپنے گناہ کا اقرار کیا اور نہ ہی اُس سے توبہ کی۔ وہ کنعان تک پورے سفر میں شکایتیں ہی کرتے رہے۔

شکایت کرنا ایک سنگین عیب ہے، کیونکہ یہ بے ایمانی کی آواز ہے۔ شکایت صرف وہی بیان کرتی ہے جو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتی اور اپنے احساسات سے محسوس کرتی ہے۔ وہ خدا کی سابقہ مدد، موجودہ فراہمی اور مستقبل کے وعدوں کو نظر انداز کر دیتی ہے۔

بنی اسرائیل کی مسلسل بڑبڑاہٹ نے اُن کے ایمان کو خدا کے کلام پر نہیں بلکہ اُس چیز پر مضبوط کیا جو اُن کی آنکھیں دیکھ رہی تھیں۔ جب وہ کنعان پہنچے تو اُن میں خدا کے کلام کو کم اہمیت دینے اور اپنی صورتحال کا اندازہ صرف ظاہری حالات کی بنیاد پر کرنے کی عادت پڑ چکی تھی۔ بے ایمانی کی اسی عادت نے اُنہیں وعدہ کیے ہوئے ملک سے محروم کر دیا۔

جب بنی اسرائیل کنعان کی سرحد پر پہنچے تو موسیٰ نے اُس ملک کا جائزہ لینے کے لیے بارہ جاسوس بھیجے۔ اُن میں سے دو کے سوا باقی سب ایک خوفناک رپورٹ لے کر واپس آئے۔ اُنہوں نے بتایا کہ وہاں عظیم الشان فصیل بند شہر ہیں اور نہایت قد آور اور طاقتور جنگجو رہتے ہیں۔

اس کے نتیجے میں بنی اسرائیل کی پوری قوم نے سرحد پار کرنے سے انکار کر دیا، حالانکہ خدا اُنہیں پہلے ہی وعدہ کر چکا تھا کہ وہ اُن کے دشمنوں پر فتح عطا کرے گا۔ یوں اُنہوں نے اُس ملک کو کھو دیا جسے خدا چاہتا تھا کہ وہ میراث میں حاصل کریں۔



شاید تم یہ سوچ رہے ہو کہ ہم اُن لوگوں کا ذکر کیوں کر رہے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں خدا کی مرضی کو پورا ہوتے نہیں دیکھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اُن کی غلطیوں سے سبق سیکھ سکتے ہیں۔ خدا نے بنی اسرائیل کے سفر کا یہ بیان اسی لیے بھی قلم بند کروایا تاکہ ہم اُنہی غلطیوں کو دوبارہ نہ دہرائیں۔

"یہ سب باتیں اُن پر بطور مثال واقع ہوئیں، اور ہماری نصیحت کے لیے لکھ دی گئیں، جن پر زمانوں کا اختتام آ پہنچا ہے۔" (1 کرنتھیوں باب 10 آیت 11)

اگلے حصے میں ہم اس بات پر غور کریں گے کہ ہم بنی اسرائیل کی ناکامیوں سے کیسے بچ سکتے ہیں اور مشکلات کے مقابلے میں ایسا ردِ عمل کیسے اختیار کر سکتے ہیں جو اس گناہ سے لعنت زدہ دنیا میں خدا کے کام کرنے کے لیے اُس کی مدد کا دروازہ کھول دے۔

حصہ دوم



ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کیوں؟



مناسب ردِ عمل

ہم خدا کے بارے میں "کیوں؟" اور "کیا؟" کے سوالوں کے کامیابی سے جواب حاصل کر چکے ہیں۔ اب ہمیں یہی سوال اپنے بارے میں سمجھنے ہیں۔ گناہ سے بگڑی ہوئی اس دنیا کی مشکلات کی روشنی میں، ہمیں کیا کرنا چاہیے، اور کیوں؟

جیسا کہ ہم نے پچھلے حصے میں دیکھا، خدا چاہتا ہے کہ جب وہ ابدیت کے لیے اپنے خاندان کو جمع کر رہا ہے، تو وہ اپنے لیے زیادہ سے زیادہ جلال اور جتنے زیادہ لوگوں کے لیے ممکن ہو اتنی زیادہ بھلائی پیدا کرے۔ ہم یہ سیکھ سکتے ہیں کہ جب خدا ان مقاصد کو پورا کرنے کے لیے کام کر رہا ہو تو زندگی کی مشکلات کا سامنا اُس کے ساتھ مل کر کیسے کریں۔

خوشی کے ساتھ ردِ عمل ظاہر کرو

بائبل واضح طور پر بتاتی ہے کہ مصیبت کا سامنا کرتے وقت ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ "اے میرے بھائیو! جب تم مختلف قسم کی آزمائشوں میں پڑو تو اسے اپنے لیے پوری خوشی کا باعث سمجھو۔" (یعقوب باب 1 آیت 2)

جب زندگی کی آزمائشیں ہمارے سامنے آتی ہیں تو خدا کا کلام ہمیں ہدایت دیتا ہے کہ ہم انہیں خوش ہونے کے مواقع سمجھیں۔ خوش ہونے کا مطلب خدا کی حمد کرنا ہے۔

کسی کی حمد کرنے کا مطلب اُس کی صفات اور اُس کے کاموں کا اعلان کرنا ہے۔ میں نے کئی سال ہائی اسکول میں تاریخ پڑھائی۔ وقتاً فوقتاً کوئی طالب علم ایسا کردار یا تعلیمی کارکردگی دکھاتا تھا جو تعریف کے قابل ہوتی تھی۔ میری تعریف کا تعلق میرے جذبات سے نہیں ہوتا تھا۔ نہ اس سے کہ میرا موڈ اچھا ہے یا برا، اور نہ اس سے کہ میری زندگی اچھی گزر رہی ہے یا نہیں۔ میں اُس طالب علم کی تعریف اس لیے کرتا تھا کیونکہ وہ اس کا مستحق ہوتا تھا۔ اسی طرح خداوند

کی حمد کرنا ہمیشہ درست ہے، کیونکہ وہ جو ہے اور جو کچھ کرتا ہے، وہ ہمیشہ تعریف کے لائق ہے۔

خدا کی حمد زندگی کی مشکلات کے مقابلے میں محض ایک جذباتی ردِ عمل نہیں ہے۔ غور کیجیے کہ اوپر دی گئی آیت یہ نہیں کہتی کہ ہمیں خوشی محسوس کرنی چاہیے۔ انسان کے لیے فطری طور پر یہ ممکن نہیں کہ کسی بری صورتحال کا سامنا کر کے اچھا محسوس کرے۔ لیکن تم خوشی کا اظہار کر سکتے ہو، چاہے تم خوشی محسوس نہ کر رہے ہو۔ اپنی زندگی کی بہت سی مصیبتوں اور آزمائشوں کے بارے میں رسول پولس نے کہا کہ وہ "غمگین ہونے پر بھی ہمیشہ خوش رہتا ہے۔" (2 کرنتھیوں باب 6 آیت 10)

جب لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ مصیبت کے وقت خوشی منائیں تو بعض اوقات وہ اعتراض کرتے ہیں۔ انہیں محسوس ہوتا ہے کہ ایسا ردِ عمل غیر فطری بلکہ شاید بے وقوفی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن خوشی منانا یقیناً درست بات ہے، کیونکہ قادرِ مطلق خدا خود ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم حمد کے ساتھ ردِ عمل ظاہر کریں۔ اگر ہم حمد کے مقصد اور اُس کی قدرت کو سمجھ لیں تو یہ صرف فرمانبرداری کا عمل ہی نہیں بلکہ مکمل طور پر مناسب بھی ہے۔

حمد راستہ ہموار کرتی ہے

خدا کے روح نے زبور نویس داؤد کو یہ حیرت انگیز الفاظ لکھنے کی تحریک دی:

"تو نے بچوں اور شیرخواروں کے منہ سے اپنی قدرت قائم کی ہے، تاکہ اپنے مخالفوں کے سبب دشمن اور انتقام لینے والے کو خاموش کر دے۔" (زبور باب 8 آیت 2)

اس آیت کے مطابق ایک ایسی قدرت موجود ہے جو دشمن کو خاموش کر سکتی ہے۔ یہاں تک کہ چھوٹے بچے اور دودھ پیتے شیرخوار بھی اس قدرت کا اظہار کر سکتے ہیں۔

یسوع نے اس قدرت کو خدا کی حمد کے طور پر پہچانا۔ اپنی مصلوبیت سے چند دن پہلے، جب وہ یروشلم کے ہیکل میں تھا، اُس نے بہت سے اندھوں اور لنگڑوں کو شفا دی۔ کچھ بچوں نے یہ معجزے دیکھے اور پکارنے لگے:

"ابنِ داؤد کو ہوشعنا!" (متی باب 21 آیت 9)

"ہوشعنا" کا مطلب ہے: "اے خداوند، ہمیں بچا!" یہ عبادت اور حمد کا اظہار تھا۔ اُس دن یہ بچے اُن حیرت انگیز کاموں کے لیے یسوع کی حمد کر رہے تھے جو خدا اُس کے ذریعے ظاہر کر رہا تھا۔

سردار کابن اور شریعت کے عالم غصے میں آ گئے اور اُنہوں نے یسوع سے کہا:

"کیا تُو سنتا ہے کہ یہ بچے کیا کہہ رہے ہیں؟" (متی باب 21 آیت 16)

یسوع نے اُنہیں داؤد کے الفاظ نقل کرتے ہوئے جواب دیا:

"کیا تم نے کبھی نہیں پڑھا کہ، 'تو نے بچوں اور شیرخواروں کے منہ سے اپنی حمد کامل کرائی ہے؟' (متی باب 21 آیت 16)

غور کیجیے کہ یسوع نے داؤد کے زبور میں استعمال ہونے والے لفظ "قدرت" کو "حمد" سے بدل دیا۔ اپنے مخالفین کو یہ جواب دے کر یسوع نے واضح کر دیا کہ خدا کی حمد ہی وہ قدرت ہے جو دشمن کو خاموش کرتی ہے اور انتقام لینے والے کو روک دیتی ہے۔

ایک اور زبور نویس نے لکھا:

"جو شخص حمد کی قربانی گزرا تا ہے، وہ میرا جلال کرتا ہے۔" (زبور باب 50 آیت 23)

"اور وہ راستہ ہموار کرتا ہے تاکہ میں اُسے خدا کی نجات دکھاؤں۔" (زبور باب 50 آیت 23)

جب تم مصیبت کے سامنے خدا کا اقرار کرتے ہو اور اُس کی حمد کرتے ہو—یہ بیان کرتے ہوئے کہ وہ کون ہے، اُس نے کیا کیا ہے، وہ کیا کر رہا ہے، اور وہ کیا کرے گا—تو تم خدا کو جلال دیتے ہو اور اپنی زندگی کے حالات میں اُس کی قدرت ظاہر ہونے کے لیے راستہ کھول دیتے ہو۔

حمد خداوند کو جلال دیتی ہے کیونکہ وہ اُس کی عزت اور تعظیم کرتی ہے۔ حمد خدا کی قدرت کے لیے دروازہ کھولتی ہے کیونکہ جب تم اُس کی مدد اور فراہمی کو دیکھنے سے پہلے ہی اُس کا اقرار کرتے ہو اور اُس کا شکر ادا کرتے ہو، تو تم ایمان کا اظہار کر رہے ہوتے ہو۔ اور خدا ہمارے ایمان کے وسیلہ سے اپنے فضل کے مطابق ہماری زندگیوں میں کام کرتا ہے۔

پاک کلام میں ایسے بہت سے واقعات درج ہیں جہاں لوگوں نے کسی ظاہری سبب کے ظاہر ہونے سے پہلے ہی خدا کی حمد کی اور حیرت انگیز نتائج دیکھے۔ اُن میں سے دو واقعات پر غور کریں—ایک رسول پولس سے متعلق اور دوسرا بادشاہ یہوشافاط سے۔

پولس اور سیلاس: حمد کے ذریعے نجات

پولس اور اُس کا ساتھی سیلاس مقدونیہ کے شہر فلپی میں مسیح پر ایمان کے وسیلہ سے نجات کی خوشخبری سنا رہے تھے۔ اُن کا سامنا ایک ایسی لونڈی سے ہوا جو بدروح کے قبضے میں تھی۔ پولس نے اُس بدروح کو حکم دیا کہ وہ اُس میں سے نکل جائے، اور وہ آزاد ہو گئی۔ اُس لڑکی کے مالک سخت غصے میں آ گئے، کیونکہ وہ اُس کی بدروح سے متاثرہ غیب گوئی کے ذریعے دولت کماتے تھے۔

اُن لوگوں نے شہر کے حاکموں کے سامنے پولس اور سیلاس کی شکایت کی۔ حاکموں نے اُنہیں گرفتار کر لیا، اُنہیں سخت مارا پیٹا، اور فلپی کے قید خانے کی اندھیری کوٹھڑی میں بیڑیوں سے جکڑ کر ڈال دیا۔

بائبل بیان کرتی ہے:

"آدھی رات کے قریب پولس اور سیلاس دعا کر رہے تھے اور خدا کی حمد میں گیت گا رہے تھے، اور دوسرے قیدی اُن کی باتیں سن رہے تھے۔" (اعمال باب 16 آیت 25)

اچانک ایک شدید زلزلہ آیا۔ قید خانے کے دروازے کھل گئے اور سب کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں۔ اس واقعے نے جیل کے داروغہ کو اس قدر متاثر کیا کہ اُس نے پولس اور سیلاس سے التجا کی کہ وہ اُسے بتائیں کہ اپنے گناہوں سے نجات پانے کے لیے اُسے کیا کرنا چاہیے۔

پولس نے اُسے خوشخبری سنائی، اور اُس شخص نے، اُس کے خاندان نے، بلکہ اُس کے پورے گھرانے نے یسوع کو اپنا نجات دہندہ اور خداوند قبول کر لیا۔ روایت کے مطابق، یہی داروغہ بعد میں فلپی کی کلیسیا کا پاسبان بنا۔

غور کیجیے کہ یہاں کیا ہوا۔ پولس اور سیلاس خوشخبری کی منادی کر رہے تھے—یعنی خداوند کا کام کر رہے تھے—اور اُنہوں نے ایک لڑکی کو شیطان کی غلامی سے آزاد کیا۔ اس نیک کام کے بدلے میں اُنہیں سخت مار پڑی اور قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ اس کے باوجود اُنہوں نے خدا کی حمد کر کے خوش ہونے کا انتخاب کیا۔

کیوں؟ کیا اس لیے کہ اُن کا دل چاہ رہا تھا؟ غالباً ایسا نہیں تھا۔ اُنہوں نے خدا کی حمد اس لیے کی کیونکہ وہ پاک کلام سے جانتے تھے کہ خداوند کی حمد کرنا ہمیشہ درست ہے۔

"میں ہر وقت خداوند کو مبارک کہوں گا؛ اُس کی حمد ہمیشہ میرے منہ میں رہے گی۔" (زبور باب 34 آیت 1)

"کاش لوگ خداوند کی بھلائی کے لیے، اور بنی آدم کے ساتھ اُس کے حیرت انگیز کاموں کے لیے اُس کی حمد کریں۔" (زبور باب 107 آیت 15)

"آفتاب کے طلوع ہونے سے لے کر اُس کے غروب ہونے تک خداوند کے نام کی حمد کی جائے۔" (زبور باب 113 آیت 3)

"آدھی رات کو میں تیرے راست فیصلوں کے سبب تیرا شکر ادا کرنے کے لیے اُٹھوں گا۔" (زبور باب 119 آیت 62)

اُن کی حمد کا نتیجہ کیا نکلا؟ خدا کو جلال ملا، اور پولس اور سیلاس نے اُس کے لیے ایسا راستہ تیار کیا کہ وہ اپنی نجات اُن پر ظاہر کر سکے۔ حقیقی برائی—یعنی ناحق قید—حقیقی بھلائی میں بدل گئی۔ رسول اور اُس کا ساتھی قید خانے سے آزاد ہوئے، اور جیل کا داروغہ ایک کلیسیا کا رہنما بن گیا۔

یہوشافاط اور یہوداہ: حمد کے ذریعے فتح

تین دشمن فوجیں یہوداہ کے بادشاہ یہوشافاط کے خلاف اکٹھی ہو گئیں۔ وہ اسرائیل کی جنوبی سلطنت کا بادشاہ تھا۔ یہوشافاط اور اُس کے لوگ تعداد میں بہت کم تھے۔ اُنہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کریں، اس لیے اُنہوں نے خدا سے مدد مانگی۔ خدا نے اپنے نبی کے ذریعے اُن سے کلام کیا اور مدد کا وعدہ کیا۔

اگلے دن، جب وہ جنگ کے لیے تیار ہو رہے تھے، تو یہوشافاط نے اپنے لوگوں کو حوصلہ دیا کہ وہ خدا کے کلام پر ایمان رکھیں اور ثابت قدم رہیں۔

"پھر اُس نے لوگوں سے مشورہ کیا اور ایسے گلوکار مقرر کیے جو فوج کے آگے آگے چلتے ہوئے خداوند کے لیے گائیں اور اُس کی پاکیزہ عظمت کی حمد کریں۔ وہ یہ گیت گا رہے تھے: 'خداوند کا شکر ادا کرو، کیونکہ اُس کی ثابت قدم محبت ہمیشہ قائم رہتی ہے۔'" (2 تواریخ باب 20 آیت 21)

کیا ان لوگوں کا دل خدا کی حمد کرنے کو چاہ رہا تھا؟ غالباً نہیں۔ جو کچھ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، اُس کے مطابق تو وہ تباہی کے دہانے پر کھڑے تھے۔ ایک بہت بڑی فوج اُنہیں کچل دینے والی تھی۔ یقیناً اُنہوں نے بھی وہی خوف محسوس کیا ہوگا جو ہم کسی طاقتور دشمن کا سامنا کرتے وقت محسوس کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اُنہوں نے خوشی منانے کا انتخاب کیا، اور اُن کے اس ردِ عمل نے اُن کے لیے نجات کا راستہ کھول دیا۔

"جیسے ہی اُنہوں نے گانا اور حمد کرنا شروع کی، خداوند نے عمونیوں، موآبیوں اور کوہ سعیر کے لوگوں کے خلاف گھات لگا دی، اور وہ آپس ہی میں لڑنے لگے۔۔۔ جب یہوداہ کے لوگ بیابان کے نگرانی والے مقام پر پہنچے تو اُنہوں نے دیکھا کہ میدان لاشوں سے بھرا پڑا ہے، اور کوئی بھی زندہ نہ بچا تھا۔" (2 تواریخ باب 20 آیات 22 تا 24)

غور کیجیے کہ اس واقعے میں کیا ہوا۔ یہوشافاط اور یہوداہ تعداد میں بہت کم تھے، لیکن اُنہوں نے خدا کی مدد کے وعدے پر ایمان رکھا۔ جب وہ جنگ کے لیے آگے بڑھے تو اُنہوں نے اپنی فوج کے آگے ایسے لوگوں کو بھیجا جو خدا کی بھلائی اور اُس کے حیرت انگیز کاموں کا اعلان کرتے ہوئے اُس کی حمد کر رہے تھے۔ نتیجہ کیا نکلا؟ اُس دن یہوداہ نے ایک عظیم فتح حاصل کی۔ اُن کی یہ عظیم کامیابی فوجی طاقت سے نہیں بلکہ خدا کی حمد کے ذریعے حاصل ہوئی۔ پاک کلام کہتا ہے:

"کیونکہ خداوند نے اُنہیں اُن کے دشمنوں پر فتح بخشی اور اُنہیں خوشی عطا کی۔" (2 تواریخ باب 20 آیت 27)

اُنہوں نے اپنے دشمنوں کو حمد کے ذریعے شکست دی۔

حمد نے خدا کے لیے اپنی نجات ظاہر کرنے کا راستہ تیار کیا۔ حمد نے دشمن کو خاموش کر دیا اور انتقام لینے والے کو روک دیا۔ اور خدا کو جلال ملا، کیونکہ جب اُس پاس کی سلطنتوں نے سنا کہ خدا نے بنی اسرائیل کے لیے کیا کیا ہے، تو خداوند کا خوف اور بیبت اُن پر چھا گئی۔

شکایت کا علاج

حمد نہ صرف خدا کو جلال دیتی ہے اور اُس کی قدرت کے لیے دروازہ کھولتی ہے بلکہ یہ شکایت کرنے کی تباہ کن عادت کا علاج بھی ہے۔

شکایت ناشکری اور عدم اطمینان کا اظہار ہے۔ یہ شکرگزاری کے بالکل برعکس ہے۔ جب ہم زندگی کی آزمائشوں کا سامنا کرتے ہیں تو ہم میں سے بہت سے لوگ اُن چیزوں کے بارے میں بات کرتے رہتے ہیں جو ہمارے پاس نہیں ہیں یا جو ہماری مرضی کے مطابق نہیں ہو رہیں۔ پھر ہم اپنی صورتحال کے بارے میں شکایتوں کی ایک لمبی فہرست لے کر خدا کے پاس جاتے ہیں اور اپنی دعا کے آخر میں صرف یہ کہہ دیتے ہیں: "خداوند، میری مدد کر۔" لیکن جب ہم شکایت کرتے ہیں تو ہم آسمان کی زبان نہیں بول رہے ہوتے۔

آسمان میں صرف شکرگزاری کی زبان بولی جاتی ہے۔

شکایت درحقیقت مزید مصیبت کو دعوت دیتی ہے۔ کیا تمہیں مصر سے کنعان تک سفر کرنے والے بنی اسرائیل یاد ہیں؟ انہوں نے راستے میں پیش آنے والی بہت سی مشکلات پر بڑبڑایا، اور اس کے نتیجے میں اپنے اوپر تباہی لے آئے۔ (گنتی باب 21 آیات 4 تا 6)

بائبل ہمیں خبردار کرتی ہے کہ ہم انہی کی طرح غلطی نہ کریں۔

"اور بڑبڑاؤ بھی نہیں، جیسا کہ اُن میں سے بعض بڑبڑائے اور ہلاک کرنے والے کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے۔"

(1 کرنتھیوں باب 10 آیت 10)

خدا کی حمد شکایت کا مؤثر علاج ہے۔ ہر حالت میں شکر ادا کرنے کے لیے ہمیشہ کوئی نہ کوئی وجہ موجود ہوتی ہے۔ اُن نعمتوں کے لیے بھی جنہیں ہم دیکھ سکتے ہیں، اور اُن بھلائیوں کے لیے بھی جو ابھی ہماری نظروں سے اوجھل ہیں۔

کنعان کی مشکل سفر کے دوران بنی اسرائیل نے بے شمار آزمائشوں کا سامنا کیا، لیکن اُن کے پاس پورے سفر میں شکر ادا کرنے کے لیے بھی کچھ تھا۔ وہ مصر کی غلامی سے اپنی عظیم نجات پر خدا کی حمد کر سکتے تھے۔ وہ اُس شاندار ملک کے لیے خدا کا شکر ادا کر سکتے تھے جہاں وہ انہیں لے جا رہا تھا۔ وہ اُس خوراک، پانی، رہنمائی اور حفاظت پر خوش ہو سکتے تھے جو خدا نے بیابان کے سفر کے دوران انہیں مہیا کی تھی۔ لیکن انہوں نے اس کے بجائے شکایت کا راستہ اختیار کیا۔

تم اور میں بھی، چاہے ہم کسی بھی صورتحال کا سامنا کر رہے ہوں، شکر ادا کرنے کے لیے بے شمار وجوہات رکھتے ہیں۔ ہم خدا کی حمد کر سکتے ہیں کہ اُس نے ہمیں تاریکی کی سلطنت سے نکال کر مسیح پر ایمان کے وسیلہ سے اپنا بیٹا یا بیٹی بنا لیا ہے۔ ہم اُس کا شکر ادا کر سکتے ہیں کہ آسمان میں ہمارے لیے ایک خوبصورت گھر تیار ہے۔ ہم اس بات پر خوش ہو سکتے ہیں کہ خدا ہمارے ساتھ ہے اور ہمارے حق میں ہے، اور جیسے اُس نے بنی اسرائیل کو سنبھالے رکھا، ویسے ہی وہ ہمیں بھی اُس وقت تک سنبھالے رکھے گا جب تک ہمیں مکمل طور پر نجات نہ دے دے۔

کیا اور کیوں؟

جب مصیبت ہمارے سامنے آتی ہے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

ہمیں اُسے کامل خوشی کا باعث سمجھنا چاہیے، یعنی اُسے خدا کی حمد اور شکرگزاری کے ساتھ جواب دینے کا ایک موقع جاننا چاہیے۔

ہمیں ایسا کیوں کرنا چاہیے؟

• خداوند کی حمد کرنا ہمیشہ درست ہے، چاہے ہماری زندگی میں کچھ بھی ہو رہا ہو۔

- حمد خدا کو جلال اور عزت دیتی ہے۔
 - حمد دشمن کو خاموش کرتی ہے اور انتقام لینے والے کو روک دیتی ہے۔
 - حمد خدا کے لیے اپنی نجات ہم پر ظاہر کرنے کا راستہ تیار کرتی ہے۔
- مصیبت کے سامنے بھی ہم دلیری کے ساتھ خدا کی بھلائی اور بنی آدم کے ساتھ اُس کے حیرت انگیز کاموں کا اعلان کر سکتے ہیں۔ ہم اُس ہر چیز کے لیے شکر گزار ہو سکتے ہیں جو خدا پہلے ہی کر چکا ہے، جو وہ اس وقت کر رہا ہے، اور جو وہ آئندہ کرے گا۔ ہر حالت میں، شکایت کرنے کے بجائے، ہم خوشی منانے کا انتخاب کر سکتے ہیں۔



اگر زندگی کی آزمائشوں کے بارے میں تمہارا نقطہ نظر درست نہ ہو تو جب مشکلات آتی ہیں، اُس وقت خداوند کا شکر ادا کرنا اور اُس کی حمد کرنا تمہارے لیے بہت مشکل ہو سکتا ہے۔

اگلے باب میں ہم اسی موضوع پر غور کریں گے۔



مشکلات کے بارے میں درست نقطہ نظر

زندگی کی مشکلات کو ابدیت کے نقطہ نظر سے دیکھنا سیکھنا نہایت ضروری ہے۔ جب ہمارے پاس ابدی نقطہ نظر ہوتا ہے تو حالات جیسے بھی ہوں، خوش رہنا زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ ابدیت کے مقابلے میں پوری زندگی کا دکھ بھی نہایت مختصر ہے۔ آسمان میں کوئی بھی شخص اپنی زمینی زندگی کے دوران پیش آنے والی تکلیفوں پر رو نہیں رہا۔

میں لوگوں کے حقیقی درد اور غم کو ہرگز کم نہیں سمجھ رہی۔ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ مشکلات کو صحیح تناظر میں رکھا جائے تاکہ زندگی کی مصیبتوں کا بوجھ کچھ ہلکا محسوس ہو۔

اس باب میں ہم پولس، یوسف اور موسیٰ کے نقطہ نظر پر غور کریں گے۔ بے شمار آزمائشوں کا سامنا کرنے کے باوجود، اُن کے نقطہ نظر نے انہیں خدا کی حمد کرنے میں مدد دی۔ اور ہر ایک نے اپنی زندگی میں دیکھا کہ خدا نے کس طرح قدرت کے ساتھ کام کیا اور برائی میں سے بھلائی پیدا کی۔

پولس کا نقطہ نظر

رسول پولس اپنی زندگی کو ابدیت کے نقطہ نظر سے دیکھتا تھا، اور یہی بات اُس کے لیے قید خانے میں بھی خوش رہنا ممکن بناتی تھی۔ اُس نے لکھا:

"کیونکہ ہماری یہ ہلکی اور لمحاتی مصیبت ہمارے لیے نہایت عظیم اور ابدی جلال پیدا کر رہی ہے، جو ہر لحاظ سے اُس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اس لیے ہم نظر آنے والی چیزوں پر نہیں بلکہ اُن چیزوں پر نظر رکھتے ہیں جو نظر نہیں آتیں، کیونکہ جو چیزیں نظر آتی ہیں وہ عارضی ہیں، مگر جو نظر نہیں آتیں وہ ابدی ہیں۔" (2 کرنتھیوں باب 4 آیات 17 تا 18)

پولس کا یہ نقطہ نظر اُسے اپنی بے شمار مشکلات، ایذا رسانیوں اور مصیبتوں کو "عارضی" اور "ہلکی" کہنے کے قابل بناتا تھا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ پولس انہیں پسند کرتا تھا یا اُن سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اُس کی مصیبتیں اُس پر غالب نہیں آتی تھیں، کیونکہ

ابدیت کے مقابلے میں وہ نہایت مختصر تھیں۔ پولس جانتا تھا کہ زمین پر اُس کی زندگی اُس کے ابدی وجود کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ ہے، اور اُس کی مشکلات ہمیشہ باقی نہیں رہیں گی۔ اسی نقطہ نظر نے اُسے زندگی کے درد کو صحیح تناظر میں رکھنے میں مدد دی۔

غور کیجیے کہ پولس کہتا ہے کہ اُس نے اپنی نگاہ اپنے حالات پر نہیں بلکہ اُن حقیقتوں پر مرکوز رکھی جنہیں وہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ ایسا اس طرح کرتا تھا کہ پاک کلام میں خدا کی بھلائی اور اُس کے کاموں کے بارے میں لکھی ہوئی باتوں کو یاد رکھتا تھا۔ پولس جانتا تھا کہ خدا کی غیر مرئی بادشاہی، اپنی کامل قدرت اور فراہمی کے ساتھ، اُن تمام چیزوں سے کہیں زیادہ پائیدار ہے جنہیں وہ دیکھ سکتا تھا، اور آخر کار وہی ہر چیز کو بدل دے گی۔ اسی لیے اُس نے اپنی زندگی کا نقطہ نظر اسی عظیم حقیقت پر قائم کیا۔

آج پولس آسمان میں خداوند کے ساتھ ابدی زندگی کی برکتوں سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ وہ اُن برسوں کو بہت پہلے بھلا چکا ہے جو اُس نے قید خانوں میں گزارے، وہ ماریں جو اُس نے کھائیں، اور وہ جہاز ڈوبنے کے حادثات جن کا اُس نے سامنا کیا۔ ایک دن یہی حقیقت تمہارے اور میرے لیے بھی ہوگی۔ ایک ایسا دن جب جو کچھ ہم آج برداشت کر رہے ہیں، اُس کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہے گی۔ جو خوشیاں ہماری منتظر ہیں، وہ زندگی کے تمام زخموں کو مٹا دیں گی۔ اپنی مشکلات کو ابدیت کی روشنی میں دیکھنا ہمیں، خواہ ہم کچھ بھی دیکھیں یا محسوس کریں، خدا کی حمد کرنے میں مدد دیتا ہے۔

پولس یہ بھی جانتا تھا کہ خوشخبری کی منادی کرتے ہوئے اُس نے جو دکھ سہے، وہ ابدی نتائج پیدا کر رہے تھے۔ اُس کی خدمت کے ذریعے بہت سے لوگ مسیح پر ایمان لائے۔ اس حقیقت نے اُس کی مدد کی کہ وہ اپنی مشکلات کو صحیح نقطہ نظر سے دیکھے۔ وہ مصیبتیں اُن ابدی نتائج کے باعث برداشت کرنے کے قابل تھیں۔ اسی علم نے پولس کو نہایت سخت حالات میں بھی خوش رہنے کی طاقت بخشی۔

شاید تم سوچو کہ پولس کی زندگی کے ابدی نتائج اس لیے تھے کیونکہ وہ ایک عظیم رسول تھا، اور تمہاری زندگی کبھی اُس جیسی نہیں ہو سکتی۔ لیکن خدا تم سے پولس کی زندگی کی نقل کرنے کی توقع نہیں کرتا۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ تم وہی زندگی وفاداری سے گزارو جو اُس نے تمہیں عطا کی ہے۔ بائبل عام لوگوں کی مثالوں سے بھری پڑی ہے جنہوں نے زندگی کے معمول کے اور بظاہر معمولی کام انجام دیے۔ مگر اس سارے عرصے میں خدا پردے کے پیچھے کام کرتا رہا تاکہ ابدی نتائج پیدا ہوں۔ اُنیسے ایک مثال پر غور کریں۔

یونان کا تیر اٹھانے والا خادم

جب داؤد نے اپنی مشہور جنگ میں جالوت کو قتل کیا تو بادشاہ ساؤل نے اُسے اپنے محل میں رہنے کے لیے بلا لیا۔ لیکن ساؤل، جو داؤد کی کامیابی اور بڑھتی ہوئی مقبولیت سے مسلسل حسد کرتا تھا، اُسے قتل کرنے کا پختہ ارادہ کر چکا تھا۔ اس لیے داؤد اپنی جان بچانے کے لیے بھاگ گیا۔ ساؤل کے بیٹے یونان نے داؤد کو ڈھونڈا اور اُس سے کہا کہ اُسے یقین ہے کہ اُس کا باپ اُسے نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔ دونوں نے بادشاہ کی اصل نیت معلوم کرنے کے لیے ایک منصوبہ بنایا۔ یونان نے فیصلہ کیا کہ وہ ساؤل سے اس معاملے پر بات کرے گا اور پھر جو کچھ معلوم ہوگا، وہ داؤد کو بتائے گا۔

چونکہ داؤد واقعی ساؤل کے ہاتھوں خطرے میں تھا، اس لیے اُس نے اور یوناتن نے ساؤل کی نیت ظاہر کرنے کے لیے ایک غیر معمولی طریقہ اختیار کیا۔ طے شدہ وقت پر یوناتن اُس کھیت میں جائے گا جہاں داؤد چھپا ہوا تھا اور چند تیر چلائے گا۔ اگر یوناتن تیر ایک خاص سمت میں چلاتا تو اس کا مطلب ہوتا کہ ساؤل داؤد کے لیے خطرہ نہیں ہے۔ لیکن اگر تیر دوسری سمت میں جاتے تو اس کا مطلب ہوتا کہ داؤد فوراً بھاگ جائے۔

جب یوناتن کو یقین ہو گیا کہ ساؤل واقعی داؤد کو قتل کرنا چاہتا ہے، تو اُس نے تیر اُسی سمت میں چلائے جو یہ پیغام دیتے تھے۔ اب اُس بات پر غور کیجیے جو ہمارے مطالعے کے لیے اہم ہے۔ یوناتن اپنے ساتھ ایک نوجوان خادم کو تیر اُٹھانے کے لیے لے گیا۔

"یوناتن نے اُس لڑکے سے کہا، 'دوڑو اور وہ تیر ڈھونڈ لاؤ جو میں چلاتا ہوں۔' چنانچہ وہ لڑکا دوڑا، اور یوناتن نے ایک تیر اُس سے آگے چلا دیا۔ جب وہ لڑکا اُس تیر کے قریب پہنچا تو یوناتن اُس کے پیچھے سے پکارا، 'تیر تو ابھی تم سے آگے ہے! جلدی کرو، جلدی کرو، رکومت!' تب اُس لڑکے نے جلدی سے تیر اُٹھائے اور اپنے آقا کے پاس واپس آ گیا۔ وہ یقیناً یہ نہیں جانتا تھا کہ یوناتن کا مطلب کیا ہے؛ صرف یوناتن اور داؤد ہی اس بات کو سمجھتے تھے۔ پھر یوناتن نے اپنا کمان اور تیر اُس لڑکے کے حوالے کیے اور کہا کہ اُنہیں شہر واپس لے جائے۔" (1 سموئیل باب 20 آیات 36 تا 40)

یہ کتنا معمولی اور بظاہر بے وقعت کام تھا—ایک گرم دن میں ادھر ادھر دوڑ کر ایک شہزادے کے چلائے ہوئے تیر اُٹھانا۔ اُس تیر اُٹھانے والے خادم کو ذرا بھی اندازہ نہیں تھا کہ جن تیروں کو وہ اُٹھا رہا ہے، اُن کے ذریعے داؤد تک ایک نہایت اہم پیغام پہنچایا جا رہا ہے، یا یہ کہ وہ خود ایک ایسے واقعے کا حصہ ہے جس کے ابدی نتائج ہوں گے۔ اُس نے انجانے میں جو پیغام پہنچانے میں مدد دی، اُس نے داؤد کی جان بچانے میں کردار ادا کیا تاکہ وہ اسرائیل کا بادشاہ بن سکے، سلیمان کا باپ بنے، اور اُس نسل کو آگے بڑھائے جس کے ذریعے آخر کار نجات دہندہ یسوع دنیا میں آنے والا تھا۔

مجھے پورا یقین ہے کہ جب تم اور میں آسمان میں پہنچیں گے تو ہم ایسے لوگوں سے ملیں گے جن کی ابدی تقدیر ہمارے ساتھ اُن کے بظاہر معمولی تعلقات سے متاثر ہوئی ہوگی۔ بالکل یوناتن کے تیر اُٹھانے والے خادم کی طرح، ہماری روزمرہ کی سرگرمیاں بھی بے معنی اور عام سی محسوس ہو سکتی ہیں۔ لیکن اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ جب خدا اپنے خاندان کو جمع کر رہا ہے تو وہ پردے کے پیچھے مسلسل کام کر رہا ہے، تو یہ سمجھ ہمارے بوجھ کو ہلکا کر دے گی اور ہمارے حالات کے دباؤ کو کم کر دے گی۔

یہی نقطہ نظر ہمیں، خواہ ہماری آنکھیں کچھ بھی دیکھ رہی ہوں، خوش رہنے میں مدد دے گا، بالکل اسی طرح جیسے اُس نے پولس کی مدد کی۔

یوسف کا نقطہ نظر

پولس کی طرح، یوسف نے بھی اپنی زندگی کی بے شمار آزمائشوں کے دوران خدا کی حمد کے ساتھ ردِ عمل ظاہر کیا۔ جب یوسف غلام کی حیثیت سے مصر پہنچا تو فوطیفار نے اُسے خرید لیا، اور جلد ہی اُس نے دیکھ لیا کہ خدا یوسف کو کامیابی عطا کر رہا ہے۔ بعد میں جب یوسف پر زنا

کا جھوٹا الزام لگا کر اُسے قید خانے میں ڈال دیا گیا، تو جیل کے داروغہ نے بھی دیکھا کہ خدا یوسف کے ساتھ ہے اور اُس کی مدد کر رہا ہے۔ (پیدائش باب 39 آیات 1 تا 4 اور 21 تا 23)

یہ دونوں اشخاص اپنی آنکھوں سے خدا کو نہیں دیکھ سکتے تھے، پھر بھی وہ جانتے تھے کہ خدا یوسف کی مدد کر رہا ہے۔ کیسے؟ یقیناً یوسف خدا کا اقرار اس طرح کرتا تھا کہ یہ بات دوسروں پر واضح ہو جاتی تھی۔ خدا کا اقرار کرنے کا مطلب اُس کی حمد کرنا ہے—یہ بیان کرتے ہوئے کہ وہ کون ہے، اُس نے کیا کیا ہے، وہ کیا کر رہا ہے، اور وہ آئندہ کیا کرے گا۔ ظاہر ہے کہ یوسف نے فوطیفار اور جیل کے داروغہ دونوں کی موجودگی میں خدا کی حمد کی۔

میری ہڈیاں بھی ساتھ لے جانا

یوسف کے پاس بھی ابدیت کا نقطہ نظر تھا۔ وہ جانتا تھا کہ زندگی صرف اس دنیا تک محدود نہیں۔ اسی حقیقت نے اُسے اُن بے شمار مصیبتوں کا سامنا کرنے کی قوت بخشی جن سے وہ گزرا۔

اُس کی آزمائشیں شروع ہونے سے پہلے خدا نے یوسف سے دو وعدے کیے تھے۔ خدا نے اُسے عظمت عطا کرنے کا وعدہ کیا تھا، اور یہ بھی کہ وہ اُسے کنعان کی سرزمین دے گا۔ (پیدائش باب 37 آیات 5 تا 8؛ پیدائش باب 35 آیات 9 تا 12)

خدا نے یوسف کی زندگی ہی میں اُس کی عظمت کا وعدہ پورا کیا، لیکن یوسف کبھی واپس کنعان جا کر آباد نہ ہو سکا۔ اُس کی وفات مصر ہی میں ہوئی۔ اپنی وفات سے کچھ پہلے اُس نے اپنے خاندان سے کہا کہ جب وہ ایک دن اپنے وطن واپس جائیں—جیسا کہ وہ یقین رکھتا تھا کہ ضرور جائیں گے—تو اُس کی ہڈیاں بھی اپنے ساتھ کنعان لے جائیں۔

"پھر یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا، 'میں مرنے والا ہوں، لیکن خدا یقیناً تمہاری خبر لے گا اور تمہیں اس مصر کی سرزمین سے نکال کر اُس ملک میں لے جائے گا جس کا اُس نے ابراہام، اسحاق اور یعقوب سے قسم کھا کر وعدہ کیا تھا۔' پھر یوسف نے بنی اسرائیل سے قسم لی اور کہا، 'جب خدا تمہاری خبر لے تو میری ہڈیاں بھی یہاں سے اپنے ساتھ لے جانا۔' پھر یوسف ایک سو دس برس کی عمر میں وفات پا گیا۔ لوگوں نے اُس کے جسم کو خوشبودار مصالحوں سے محفوظ کیا اور اُسے مصر میں ایک تابوت میں رکھ دیا۔" (پیدائش باب 50 آیات 24 تا 26)

چار سو سال بعد، جب آخرکار یوسف کا خاندان مصر سے نکل کر روانہ ہوا، تو وہ اُس کی ہڈیاں بھی اپنے ساتھ لے گئے، جیسا کہ اُس نے ہدایت دی تھی۔ موسیٰ نے خود اس بات کا اہتمام کیا۔

"بنی اسرائیل صف بستہ ہو کر مصر سے نکلے۔ موسیٰ یوسف کی ہڈیاں اپنے ساتھ لے گیا، کیونکہ یوسف نے بنی اسرائیل سے قسم لی تھی کہ جب خدا اُن کی خبر لے کر انہیں مصر سے نکالے، جیسا کہ یوسف کو پورا یقین تھا، تو وہ اُس کی ہڈیاں بھی اپنے ساتھ لے جائیں۔" (خروج باب 13 آیات 18 تا 19)

یوسف جانتا تھا کہ اُس کی تقدیر اُس کی موت پر ختم نہیں ہو جاتی۔ اُسے یقین تھا کہ ایک دن ایسا آئے گا جب وہ دوبارہ اپنی آبائی سرزمین میں زندہ ہوگا۔ اس وقت یوسف آسمان میں ہے اور یسوع کی دوسری آمد کا انتظار کر رہا ہے۔ اُس وقت یوسف کی ہڈیاں زندہ کی جائیں گی اور مردوں کے جی اُٹھنے میں اُس کا جسم دوبارہ اُس کی روح سے مل جائے گا۔ اُس کے قدم سب سے پہلے

کنعان کی سرزمین پر پڑیں گے، اور اس طرح خدا کا یوسف سے کیا ہوا دوسرا وعدہ بھی پورا ہو جائے گا۔

جب ہم یہ سمجھ لیتے ہیں کہ زندگی صرف اسی دنیا تک محدود نہیں، تو ادھورے خوابوں کی تکلیف اور ذہنی بوجھ بہت حد تک ہلکا ہو جاتا ہے۔ آنے والی زندگی میں ہر چیز درست کر دی جائے گی۔ یہ نقطہ نظر ہمارے بوجھ کو ہلکا کرتا ہے اور آزمائشوں کے درمیان بھی خدا کی حمد کرنا ہمارے لیے آسان بنا دیتا ہے۔ جس طرح اس نے یوسف کی مدد کی، اسی طرح یہ ہماری بھی مدد کرے گا۔

موسیٰ کا نقطہ نظر

اس میں کوئی شک نہیں کہ موسیٰ خدا کی حمد کرنے والا شخص تھا۔ بحرِ قلزم کو عبور کرنے کے بعد اُس نے اور تمام بنی اسرائیل نے واحد قادرِ مطلق خدا کی حمد میں یہ نغمہ گایا:

"میں خداوند کے لیے گاؤں گا، کیونکہ اُس نے بڑی شان کے ساتھ فتح حاصل کی ہے؛ اُس نے گھوڑے اور اُس کے سوار دونوں کو سمندر میں پھینک دیا ہے۔ خداوند میری قوت اور میرا نغمہ ہے؛ وہی میری نجات بنا ہے۔ وہی میرا خدا ہے، اور میں اُس کی حمد کروں گا؛ وہ میرے باپ کا خدا ہے، اور میں اُسے سرفراز کروں گا۔" (خروج باب 15 آیات 1 تا 2)

موسیٰ نے صرف اُس وقت خوشی نہیں منائی جب اُس نے خدا کی نجات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا، بلکہ اُس نے خدا کی بھلائی کو ظاہر ہونے سے پہلے ہی اُس کا اعلان کیا۔

بائبل بیان کرتی ہے کہ وعدہ کی سرزمین کی سرحد پر، فصیل بند شہروں اور دیوقامت لوگوں کا سامنا کرتے ہوئے بھی، موسیٰ نے خدا کا اقرار کیا۔ اُس نے خدا کی گزشتہ مدد، اُس کی موجودہ فراہمی، اور اُس کے آئندہ وعدوں کا اعلان کیا۔ دوسرے لفظوں میں، اُس نے خدا کی حمد کی۔

"تب میں نے تم سے کہا، 'اُن سے نہ ڈرو اور نہ اُن سے خوف کھاؤ۔ خداوند تمہارا خدا، جو تمہارے آگے آگے چلتا ہے، وہ خود تمہارے لیے لڑے گا، جیسے تم نے مصر میں اپنی آنکھوں سے اُسے تمہارے لیے کرتے دیکھا۔ اور بیابان میں بھی تم نے دیکھا کہ خداوند تمہارا خدا تمہیں اُسی طرح اُٹھائے پھرا جیسے کوئی باپ اپنے بیٹے کو اُٹھائے پھرتا ہے، یہاں تک کہ تم اس مقام تک پہنچ گئے۔'" (استثنا باب 1 آیات 29 تا 31)

موسیٰ نے پاک کلام میں درج کئی حمدیہ گیت بھی لکھے، جن میں زبور باب 91 اور موسیٰ کا گیت (استثنا باب 32) شامل ہیں۔ یہ ہمیں زندگی کے بارے میں موسیٰ کے نقطہ نظر کی جھلک دکھاتے ہیں۔ موسیٰ جانتا تھا کہ حالات جیسے بھی نظر آئیں، یہ اعلان کرنا نہایت ضروری ہے کہ خدا کون ہے اور وہ کیا کرتا ہے۔

موسیٰ نے لکھا:

"جو حق تعالیٰ کی پناہ میں رہتا ہے، وہ قادرِ مطلق کے سایہ میں سکونت کرے گا۔ میں خداوند کے بارے میں کہوں گا، 'وہی میری پناہ گاہ اور میرا قلعہ ہے؛ وہی میرا خدا ہے، اور میں اُسی پر بھروسا رکھوں گا۔'" (زبور باب 91 آیات 1 تا 2)

"میں خداوند کے نام کا اعلان کروں گا؛ ہمارے خدا کی عظمت بیان کرو! وہی چٹان ہے؛ اُس کا کام کامل ہے۔ اُس کی تمام راہیں انصاف پر مبنی ہیں۔ وہ وفادار خدا ہے، اُس میں کوئی ناراستی نہیں۔ وہ راستباز اور عادل ہے۔" (استثنا باب 32 آیات 3 تا 4)

موسیٰ نہ صرف خدا کی حمد کرنے والا شخص تھا بلکہ وہ ایسا انسان بھی تھا جو ابدیت کو سامنے رکھ کر زندگی گزارتا تھا۔ موسیٰ مصر کے ایک شہزادے کے طور پر پروان چڑھا، لیکن جب وہ بالغ ہوا تو اُس نے اپنے منصب کی تمام مراعات اور اختیار کو ٹھکرا دیا اور خدا کے لوگوں کے ساتھ دکھ اُٹھانے کا انتخاب کیا۔ موسیٰ جانتا تھا کہ فرعون کے محل کی عیش و عشرت عارضی ہے، لیکن مسیح کی خاطر برداشت کی جانے والی تکلیفیں اُس کے لیے ایسا اجر پیدا کریں گی جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

"ایمان ہی سے موسیٰ نے، جب وہ بڑا ہوا، فرعون کی بیٹی کا بیٹا کہلانا قبول نہ کیا۔ اُس نے گناہ کی عارضی لذتوں سے لطف اندوز ہونے کی بجائے خدا کے لوگوں کے ساتھ دکھ اُٹھانا پسند کیا۔ اُس نے مسیح کی خاطر ہونے والی رسوائی کو مصر کے تمام خزانوں سے زیادہ قیمتی سمجھا، کیونکہ اُس کی نگاہ اُس اجر پر لگی ہوئی تھی جو اُسے ملنے والا تھا۔" (عبرانیوں باب 11 آیات 24 تا 26)

موسیٰ کو مصر کی دولت اور اقتدار کو رد کرنے کی قوت اس لیے ملی کیونکہ اُس نے اپنے اردگرد نظر آنے والی چیزوں سے آگے بڑھ کر اُس غیر مرئی خدا اور اُس کی بادشاہی پر اپنی نگاہ مرکوز رکھی۔

"ایمان ہی سے وہ بادشاہ کے غضب سے نہ ڈرتے ہوئے مصر سے نکل گیا، کیونکہ وہ اُس غیر مرئی کو گویا دیکھتا ہوا ثابت قدم رہا۔" (عبرانیوں باب 11 آیت 27)

موسیٰ جانتا تھا کہ اس دنیا کے دکھ اور نقصانات اُس خوشی اور اجر کے مقابلے میں نہایت معمولی ہیں جو آگے اُس کا انتظار کر رہے ہیں۔ پولس اور یوسف کی طرح اُس نے بھی نظر آنے والی چیزوں سے آگے بڑھ کر قادرِ مطلق خدا پر اپنی نگاہ رکھی، جو اُس کے ساتھ تھا اور اُس کے حق میں کام کر رہا تھا۔ موسیٰ کے اسی نقطہ نظر نے اُسے یہ قوت دی کہ حالات جیسے بھی ہوں، وہ خدا کی حمد کرتا رہے۔



اس موجودہ لمحے سے آگے بھی زندگی ہے۔ صرف یہی دنیا ہی سب کچھ نہیں ہے۔ جب تم زندگی کی مشکلات کو ابدیت کے نقطہ نظر سے دیکھنا سیکھ لیتے ہو تو اُن کا بوجھ ہلکا محسوس ہونے لگتا ہے۔ جب تم اپنی آزمائشوں کو ابدیت کی روشنی میں دیکھتے ہو تو خداوند کا شکر ادا کرنا

اور اُس کی حمد کرنا زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ اور یہی بات خدا کے لیے راستہ ہموار کرتی ہے کہ وہ اپنی نجات تم پر ظاہر کرے۔ اس زندگی میں بھی اور آنے والی ابدی زندگی میں بھی۔



جواب دیں، ردِ عمل نہ دکھائیں

اگر ہمیں زندگی کی آزمائشوں کا سامنا اس طرح کرنا ہے کہ خدا کو جلال ملے اور ہمیں بھلائی حاصل ہو، تو ہمیں یہ سیکھنا ہوگا کہ مشکلات پر صرف ردِ عمل نہ دیں بلکہ اُن کا صحیح جواب دیں۔ شاید تم سوچو، "ان دونوں میں کیا فرق ہے؟"

فرض کرو کہ تم ایک راہداری سے گزر رہے ہو اور میں اچانک دروازے کے پیچھے سے نکل کر زور سے کہوں، "یو!" تو غالب امکان ہے کہ تم چونک جاؤ، پیچھے ہٹ جاؤ، یا چیخ اٹھو۔ اُس لمحے میرا اچانک کیا گیا عمل تمہارے رویے کو کنٹرول کرے گا۔ جب تم کسی بات پر صرف ردِ عمل ظاہر کرتے ہو تو وہ واقعہ تمہارے اعمال کا تعین کرتا ہے۔

لیکن جواب دینا اس سے مختلف ہے۔ جواب دینے کا مطلب ہے کسی بات کا خدا کے کلام کے مطابق جواب دینا۔ تم یہ اعلان کرنا شروع کرتے ہو کہ خدا کون ہے، اُس نے کیا کیا ہے، وہ کیا کر رہا ہے، اور وہ آئندہ کیا کرے گا۔ تب حالات تمہارے رویے کو کنٹرول نہیں کرتے۔ جب تم خدا کا اقرار کرتے ہوئے اُس کی حمد کرتے ہو تو تمہارے اعمال کی راہنمائی خدا کا کلام کرتا ہے، نہ کہ تمہارے حالات۔

اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟

ردِ عمل دینا اور جواب دینا، دونوں کے نتائج مختلف ہوتے ہیں۔ آئیے چند مثالوں کے ذریعے دیکھتے ہیں کہ صرف ردِ عمل ظاہر کرنے اور خدا کے کلام کے مطابق جواب دینے کے کیا نتائج نکلتے ہیں۔

یعقوب کا ردِ عمل

ہم نے باب 7 میں یوسف کی کہانی پر غور کیا تھا۔ یہ اس بات کی ایک شاندار مثال ہے کہ خدا کس طرح مشکل حالات میں سے عظیم بھلائی پیدا کرتا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ یوسف ایسا شخص تھا

جس نے اپنی سخت آزمائشوں کا جواب خدا کا اقرار اور اُس کی حمد کر کے دیا۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ اسی طرزِ عمل نے اُسے اپنی مشکلات کا کامیابی سے سامنا کرنے کے قابل بنایا۔

لیکن یوسف کی کہانی میں ہمیں ایک اور شخص بھی نظر آتا ہے جس نے مصیبت کا جواب نہیں دیا بلکہ صرف ردِ عمل ظاہر کیا، اور وہ تھا یوسف کا باپ، یعقوب۔

یعقوب نے اپنے پیارے بیٹے یوسف کو اُس وقت کھو دیا جب اُس کے دوسرے بیٹوں نے اُسے غلامی میں فروخت کر دیا۔ کئی سال بعد، ایک شدید قحط کے دوران، یعقوب نے اپنے باقی بیٹوں کو سب سے چھوٹے بیٹے بنیامین کے سوا مصر اناج خریدنے کے لیے بھیجا۔

جب وہ مصر پہنچے تو اُن کی ملاقات اُس شخص سے ہوئی جو اناج تقسیم کرنے کا نگران تھا۔ وہ یوسف تھا۔ اُس نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا، لیکن وہ اُسے نہ پہچان سکے۔

یوسف نے اُنہیں اُن کی ضرورت کا اناج دے دیا، لیکن یہ جانچنے کے لیے کہ کیا گزشتہ ملاقات کے بعد اُن کے کردار میں کوئی تبدیلی آئی ہے، اُس نے اُنہیں کئی آزمائشوں سے گزارا۔ انہی میں سے ایک آزمائش میں اُس نے مطالبہ کیا کہ وہ بنیامین کو بھی اُس کے پاس لے کر آئیں۔ اُس نے منصوبہ بنایا کہ جب تک وہ بنیامین کو نہیں لائیں گے، وہ اُن کے ایک اور بھائی، شمعون، کو مصر کی قید میں رکھے گا۔

یعقوب کے بیٹے بہت سا اناج لے کر، مگر شمعون کے بغیر، کنعان واپس آئے۔ اُنہوں نے اپنے باپ کو ساری بات بتائی، اور یہ سن کر یعقوب نے صرف ردِ عمل ظاہر کیا۔ اُس نے اپنے حالات کو اپنے رویے پر حاوی ہونے دیا۔

"تب یعقوب نے کہا، 'تم نے مجھے میرے بچوں سے محروم کر دیا ہے! یوسف تو پہلے ہی چلا گیا، اب شمعون بھی نہیں رہا، اور اب تم بنیامین کو بھی لے جانا چاہتے ہو! سب کچھ میرے خلاف ہو رہا ہے!'" (پیدائش باب 42 آیت 36)

یعقوب کا ردِ عمل اُس بنیاد پر بالکل فطری تھا جو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا تھا۔ ہر چیز اُسے بگڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ لیکن کسی بھی صورتحال میں صرف نظر آنے والی چیزیں پوری حقیقت بیان نہیں کرتیں، اور اس معاملے میں بھی ایسا ہی تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ خدا پردے کے پیچھے کام کر رہا تھا۔ سب کچھ یعقوب کے خلاف نہیں تھا۔ جو واقعات پیش آ رہے تھے، وہ دراصل یعقوب اور اُس کے خاندان کے لیے عظیم برکتوں کا ذریعہ بننے والے تھے۔ یعقوب نہ بنیامین کو کھونے والا تھا اور نہ شمعون کو۔ وہ اپنے برسوں سے بچھڑے ہوئے بیٹے یوسف سے دوبارہ ملنے والا تھا۔ اور وہ اپنے پورے خاندان سمیت مصر میں ایسی جگہ آباد ہونے والا تھا جہاں قحط کے باقی برسوں کے لیے خوراک کی مکمل فراہمی موجود تھی۔

یعقوب کے اس ردِ عمل کا کیا اثر ہوا؟ اگرچہ اس سے خدا کا منصوبہ نہیں رکا۔ نہ یوسف اور شمعون سے اُس کی دوبارہ ملاقات رکی اور نہ ہی خاندان کا مصر جانا۔ لیکن یعقوب کے تباہ کن الفاظ نے اُس کے اپنے جذباتی درد کو مزید بڑھا دیا۔ اُس کے جذباتی ردِ عمل نے پہلے سے مشکل صورتحال کو سب کے لیے اور زیادہ تکلیف دہ بنا دیا۔

یعقوب کو کیا کرنا چاہیے تھا؟ اُسے اپنے بیٹوں سے مصر کے واقعات سن کر خدا کی گزشتہ مدد کو یاد کرنا چاہیے تھا اور اُس کی موجودہ اور آئندہ فراہمی کے وعدوں کا اعلان کرنا چاہیے تھا۔ ایسا جواب یعقوب اور اُس کے خاندان کے دلوں میں امید پیدا کرتا اور مصر کے واقعات سے پیدا ہونے والی تکلیف کو بہت حد تک کم کر دیتا۔

بنی اسرائیل کا ردِ عمل

اس سے پہلے ہم کنعان کی سرحد پر کھڑے بنی اسرائیل کا ذکر کر چکے ہیں۔ تمہیں یاد ہوگا کہ اُس سرزمین کا جائزہ لینے کے لیے بارہ جاسوس بھیجے گئے تھے۔ جب وہ واپس آئے تو اُنہوں نے انتظار کرنے والے بنی اسرائیل کو فصیل بند شہروں اور ایسے طاقتور دشمنوں کی خوفناک رپورٹ دی جنہیں شکست دینا ناممکن معلوم ہوتا تھا۔

"ہم اُن لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے! وہ ہم سے زیادہ طاقتور ہیں!... جس ملک کا ہم نے جائزہ لیا ہے، وہ اپنے باشندوں کو نگل جاتا ہے۔ وہاں کے تمام لوگ بہت بڑے قد و قامت والے ہیں... ہمیں تو اپنے آپ ایسے لگتے تھے جیسے ٹڈیاں ہوں، اور اُن کی نظر میں بھی ہم ایسے ہی تھے۔" (گنتی باب 13 آیات 31 تا 33)

بنی اسرائیل نے صرف ردِ عمل ظاہر کیا۔ اُنہوں نے جاسوسوں کی رپورٹ کو اپنے فیصلے اور اپنے اعمال پر حاوی ہونے دیا۔ نتیجتاً اُنہوں نے کنعان میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔

اس واقعے میں صرف ردِ عمل ظاہر کرنے سے نہ صرف اُنہیں مزید ذہنی اور جذباتی تکلیف پہنچی بلکہ وہ خدا کی مرضی سے بھی محروم ہو گئے۔ اُس پوری نسل میں سے، صرف دو آدمیوں کے سوا، کوئی بھی اُس ملک میں داخل نہ ہو سکا جو خدا اُنہیں دینا چاہتا تھا۔

لیکن دو جاسوسوں نے، جو کچھ اُنہوں نے دیکھا تھا، اُس پر صرف ردِ عمل ظاہر نہیں کیا بلکہ خدا کے کلام کے مطابق جواب دیا۔ یسوع اور کالب نے وہی رکاوٹیں دیکھیں جو باقی دس جاسوسوں نے دیکھی تھیں، مگر اُنہوں نے اپنے حالات کا اندازہ خدا کے وعدوں کی روشنی میں لگایا۔ اُنہوں نے اُس سرزمین کی مشکلات کا جواب اس یقین کے ساتھ دیا کہ خدا خود اُن کے لیے جنگ کرے گا۔

"اؤ، ہم ابھی چل کر اُس ملک پر قبضہ کر لیں، کیونکہ یقیناً ہم اُس پر فتح حاصل کر سکتے ہیں۔" (گنتی باب 13 آیت 30)

"اور خداوند کے خلاف بغاوت نہ کرو، نہ اُس ملک کے لوگوں سے ڈرو، کیونکہ وہ ہمارے لیے صرف ایک لقمہ ہیں۔ اُن کی حفاظت اُن سے جاتی رہی ہے، لیکن خداوند ہمارے ساتھ ہے؛ اُن سے مت ڈرو۔" (گنتی باب 14 آیت 9)

یسوع اور کالب کے اس جواب نے اُنہیں یہ حوصلہ دیا کہ وہ کنعان میں داخل ہوں، اپنے دشمنوں کو شکست دیں، اور اُس سب پر قبضہ کر لیں جس کا خدا نے اُن سے وعدہ کیا تھا۔

ہمیں بھی پاک کلام کی ان مثالوں پر غور کرنا چاہیے اور صرف ردِ عمل ظاہر کرنے کے بجائے خدا کے کلام کے مطابق جواب دینے کی اپنی صلاحیت کو بڑھانا چاہیے۔

ہم جواب کیسے دیں؟

ہم نے باب 9 میں دیکھا تھا کہ بائبل ہمیں ہدایت دیتی ہے کہ آزمائشوں کو خوشی کا موقع سمجھیں۔ (یعقوب باب 1 آیت 2) دوسرے لفظوں میں، مصیبت کا جواب دو، صرف ردِ عمل نہ دکھاؤ۔ لیکن پاک کلام کی صحیح سمجھ کے بغیر ایسا کرنا ممکن نہیں۔ اسی لیے ہم نے اس کتاب میں بیان کیے گئے مختلف موضوعات پر تفصیل سے غور کیا ہے۔

ہم نے پاک کلام کے بہت سے واقعات کا مطالعہ کیا ہے جو ہمیں دکھاتے ہیں کہ خدا زندگی کی مشکلات کے درمیان کس طرح کام کرتا ہے اور وہ کیا کچھ کرنے پر قادر ہے۔ ہم نے ایسی مثالیں دیکھی ہیں جہاں خدا نے انسان کی آزاد مرضی اور اُس کے نتائج کو—حتیٰ کہ اُن باتوں کو بھی جنہیں اُس نے پسند نہیں کیا—اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کیا۔ ہم نے ایسے واقعات بھی دیکھے ہیں جہاں خدا نے حقیقی برائی میں سے حقیقی بھلائی پیدا کی۔ یہ سب واقعات ہماری تعلیم اور مدد کے لیے لکھے گئے ہیں۔

"جو کچھ پہلے لکھا گیا، وہ ہماری تعلیم کے لیے لکھا گیا تاکہ ہم صبر اور پاک کلام کی تسلی کے ذریعے امید حاصل کریں۔" (رومیوں باب 15 آیت 4)

پاک کلام سے حاصل ہونے والی اس سمجھ کے ذریعے اب ہم جانتے ہیں کہ ہمیں کس طرح جواب دینا ہے۔ جب مشکلات تمہارے سامنے آئیں تو خدا کا اقرار کرو۔ یہ اعلان کرو کہ وہ کون ہے، اُس نے کیا کیا ہے، وہ کیا کر رہا ہے، اور وہ آئندہ کیا کرے گا۔ اُن مواقع کو یاد کرو جب خدا نے ماضی میں تمہاری مدد کی، اور اُس کی موجودہ اور آئندہ فراہمی کے وعدوں کو یاد رکھو۔ جو کچھ تم دیکھتے یا محسوس کرتے ہو، صرف اُس کا ذکر کرنے کے بجائے، اپنی آزمائشوں کا جواب اُس اعلان سے دو جو خدا تمہاری صورتحال کے بارے میں فرماتا ہے۔

• یہ صورتحال خدا سے بڑی نہیں ہے، اور نہ ہی اُس کے لیے اچانک پیدا ہوئی ہے۔ اُس کے پاس اس کا حل پہلے سے موجود ہے۔ میں اُس کی مدد کو دیکھنے سے پہلے ہی اُس کی حمد اور شکر ادا کروں گا۔

• خدا اس صورتحال میں پردے کے پیچھے کام کر رہا ہے تاکہ اپنے لیے زیادہ سے زیادہ جلال اور میرے ساتھ ساتھ جتنے زیادہ لوگوں کے لیے ممکن ہو اتنی زیادہ بھلائی پیدا کرے۔

• خدا اس سب کو اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کرے گا، کیونکہ وہ حقیقی برائی میں سے حقیقی بھلائی پیدا کرتا ہے۔

• میرا آسمانی باپ اپنے کامل وقت پر عمل کرتا ہے، اور مناسب وقت آنے پر میں اُس کے نتائج دیکھوں گا۔ اگر قلیل مدتی برکت کو زیادہ بڑی اور ابدی بھلائی کے لیے کچھ عرصہ مؤخر کرنا پڑے تو میں اسے قبول کرتا ہوں۔ میں اس صورتحال میں بھی اُس پر بھروسہ رکھتا ہوں کہ وہی کرے گا جو سب سے بہتر ہے۔

• خدا مجھے اُس وقت تک سنبھالے رکھے گا جب تک مجھے مکمل طور پر نجات نہ دے دے۔ وہ اس آزمائش کے دوران بھی مجھے ترقی کرنے کے قابل بنا سکتا ہے۔

جب تم اس طرح جواب دیتے ہو تو تم صرف یہ بیان نہیں کر رہے ہوتے کہ حالات کیسے دکھائی دیتے ہیں، بلکہ تم اُس حقیقت کا اعلان کر رہے ہوتے ہو جو خدا کے مطابق سچ ہے۔ پھر یسوع اور کالب کی طرح تمہیں بھی خدا کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر عمل کرنے کا حوصلہ اور قوت ملے گی۔

کسی بھی صورتحال کا جواب دینے کا یہ مطلب نہیں کہ تم اُس مشکل کے وجود سے انکار کر رہے ہو۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم بائبل کی مدد سے اُس مشکل سے آگے دیکھنا شروع کر دیتے ہو۔ خدا کا کلام تمہیں یقین دلاتا ہے کہ حقیقت صرف وہی نہیں جو تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور اپنے احساسات میں محسوس کرتے ہو۔ اُس کا کلام ظاہر کرتا ہے کہ خدا تمہارے ساتھ ہے، اور اُس کی حضوری ہی وہ مدد ہے جس کی تمہیں ضرورت ہے۔ آزمائش خواہ کتنی ہی خوفناک کیوں نہ دکھائی دے، یاد رکھو کہ وہ عارضی ہے اور خدا کی قدرت سے بدل سکتی ہے۔

"خدا ہماری پناہ اور قوت ہے، مصیبت میں نہایت آسانی سے ملنے والی اور آزمودہ مدد۔" (زبور باب 46 آیت 1)

"خدا پر امید رکھ، کیونکہ میں پھر اُس کی حمد کروں گا؛ وہ اپنی حضوری کے ذریعے میری مدد اور میرا خدا ہے۔" (زبور باب 42 آیت 5)

پھر بھی میں خوش رہوں گا

جب تم تباہ کن حالات کا سامنا کرتے ہو تو تمہیں خوش رہنے کا انتخاب کرنا پڑتا ہے۔ یہ اُس وقت بہت مشکل محسوس ہو سکتا ہے جب تمہاری آنکھیں اور تمہارے احساسات مسلسل یہ کہہ رہے ہوں، "ٹوٹ جاؤ" اور "ہمت ہار دو۔" لیکن صرف ردِ عمل ظاہر کرنے کے بجائے خدا کے کلام کے مطابق جواب دینا اُس ہر کوشش کے لائق ہے جو اس کے لیے کرنی پڑے۔

نبی حبقوق نے بھی ایسی ہی صورتحال کا سامنا کیا تھا۔ وہ اسرائیل کی جنوبی سلطنت، یہوداہ، کے قومی وجود کے آخری ایام میں خدمت کر رہا تھا۔ بار بار توبہ کے بغیر بت پرستی کرنے کے باعث وہ قوم بابلی سلطنت کے ہاتھوں تباہ ہونے والی تھی، یروشلم کو جلا دیا جانا تھا، اور لوگوں کو جلاوطن کر کے ایک اجنبی ملک میں لے جایا جانا تھا۔ پاک کلام اس آنے والی آفت کے مقابلے میں حبقوق کے جواب کو یوں بیان کرتا ہے۔

"اگرچہ انجیر کے درخت میں پھول نہ آئیں، اور انگور کی بیلوں میں پھل نہ ہو؛ اگرچہ زیتون کی فصل ناکام ہو جائے، اور کھیت اناج پیدا نہ کریں؛ اگرچہ بھیڑیں باڑوں سے ختم ہو جائیں، اور مویشیوں کے باڑوں میں ایک بھی جانور نہ رہے، تو بھی میں خداوند میں خوش رہوں گا، اور اپنے نجات دینے والے خدا سے شادمان رہوں گا۔ خداوند خدا میری قوت ہے؛ وہ میرے پاؤں ہرنی کے پاؤں کی مانند بنا دیتا ہے، اور مجھے میری بلند جگہوں پر چلنے کے قابل بناتا ہے۔" (حبقوق باب 3 آیات 17 تا 19)

غور کرو کہ حبقوق نے کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ وہ خوشی محسوس کر رہا تھا۔ اُس نے یہ کہا کہ اُس نے اپنی مرضی کو استعمال کرتے ہوئے صحیح جواب دینے کا انتخاب کیا۔ وہ ایسا کیسے کر سکا؟ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اُس کے حالاتِ قادرِ مطلق خداوند سے بڑے نہیں ہیں۔ اُسے یقین تھا کہ خدا اُس کی قوت بنے گا اور اُسے والی ہر آزمائش میں سے اُسے بحفاظت نکال لے جائے گا۔ اسی یقین نے اُس کے بوجھ کو ہلکا کر دیا اور خدا کے لیے راستہ ہموار کیا کہ وہ حبقوق کو اپنی نجات دکھائے۔

بائبل سے حاصل ہونے والی صحیح معرفت کے ذریعے کہ خدا کون ہے اور وہ ہماری زندگیوں میں کس طرح کام کرتا ہے ہم واقعی خداوند کی بھلائی اور بنی آدم کے ساتھ اُس کے حیرت انگیز کاموں کے سبب اُس کی حمد کر سکتے ہیں۔ ہمارے اردگرد خواہ کچھ بھی دکھائی دے، ہم اُس غیر مرئی خدا اور اُس کی مدد کا اقرار کر سکتے ہیں، اس یقین کے ساتھ کہ مناسب وقت پر ہم اُس کے کام کے حقیقی اور نمایاں نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ جب ہم زندگی کی آزمائشوں کا جواب خدا کے کلام کے مطابق دینا سیکھ لیتے ہیں، تب ہم سخت سے سخت امتحان میں بھی فتح حاصل کر سکتے ہیں۔

اختتام

اس گرے ہوئے دنیا میں پریشانیوں سے بالکل خالی زندگی جیسی کوئی چیز موجود نہیں۔ ہم سب کبھی چھوٹی اور کبھی بڑی آزمائشوں اور مصیبتوں کا سامنا کرتے ہیں۔ زندگی کی مشکلات سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں، اس لیے ہمارے پاس ان دو اہم سوالوں کے جواب ضرور ہونے چاہئیں: یہ کیوں ہوا؟ خدا کیا کر رہا ہے؟ اس کتاب کا مقصد بھی انہی "کیوں" اور "کیا" کے سوالوں کا جواب دینا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اب تم جانتے ہو کہ بائبل کے مطابق ان سوالوں کا جواب کیسے دینا ہے۔

• پریشانیاں کیوں ہیں؟ کیونکہ وہ اس گناہ زدہ دنیا کی زندگی کا حصہ ہیں، ایک ایسی دنیا جو باغ عدن میں آدم کے گناہ کے باعث لعنت کے اثر میں آگئی اور جس پر اُس کے نتیجے میں منفی اثرات مرتب ہوئے۔

• خدا کیا کر رہا ہے؟ اگرچہ خدا کبھی بھی زندگی کی آزمائشوں کا سبب نہیں ہوتا، پھر بھی وہ انہیں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کرنے اور حقیقی برائی میں سے عظیم بھلائی پیدا کرنے پر قادر ہے، جبکہ وہ ابدیت کے لیے اپنے خاندان کو جمع کر رہا ہے۔

ہم نے بائبل میں بہت سے حقیقی لوگوں کے واقعات کا مطالعہ کیا ہے جنہوں نے حقیقی مشکلات کا سامنا کیا اور خدا سے حقیقی مدد حاصل کی۔ یہ مثالیں ہمیں دکھاتی ہیں کہ خدا کس طرح زندگی کی آزمائشوں کو اپنے جلال اور اپنے لوگوں کی بھلائی کے لیے استعمال کرتا ہے۔ میری دعا ہے کہ تمہیں اُن کی کہانیوں سے حوصلہ اور تقویت ملی ہو۔

ہم نے اپنے بارے میں بھی "کیوں" اور "کیا" کے سوالوں پر غور کیا ہے۔

• جب مشکلات ہمارے سامنے آئیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ خوش رہنے کا انتخاب کرو۔ خدا کا اقرار کرو۔ اسے خداوند کی حمد کرنے کا موقع سمجھو، یہ اعلان کرتے ہوئے کہ وہ کون ہے، اُس نے کیا کیا ہے، وہ کیا کر رہا ہے، اور وہ آئندہ کیا کرے گا۔

• ہمیں خوش کیوں رہنا چاہیے؟ کیونکہ خداوند کی بھلائی اور بنی آدم کے ساتھ اُس کے حیرت انگیز کاموں کے سبب اُس کی حمد کرنا ہمیشہ درست اور مناسب ہے۔

زندگی تمہارے سامنے جو کچھ بھی لے آئے، تم اُس کا سامنا اس یقین کے ساتھ کر سکتے ہو کہ تمہاری آزمائشیں خدا کی طرف سے نہیں آئیں۔ تم پورے اعتماد کے ساتھ جان سکتے ہو کہ تمہاری مصیبتوں نے خدا کو ہرگز حیران نہیں کیا۔ خدا تمہاری صورتحال سے زمین کی بنیاد رکھنے سے بھی پہلے واقف تھا، اور اُس کے پاس اُس سے نمٹنے کا منصوبہ پہلے ہی سے موجود ہے۔ آزمائش خواہ کیسی بھی ہو، وہ خدا سے بڑی نہیں۔ وہ تمہیں اُس وقت تک سنبھالے رکھے گا جب تک تمہیں پوری طرح نجات نہ دے دے۔ اس لیے تم خدا کے کلام کے مطابق اپنی آزمائش کا جواب دے سکتے ہو اور خدا کی تمجید کر سکتے ہو، یوں اُس کے لیے راستہ ہموار کرتے ہوئے کہ وہ تمہیں اپنی نجات دکھائے۔

جب یہ موجودہ مشکل وقت گزر جائے گا تو تم پیچھے مڑ کر صاف صاف دیکھ سکو گے کہ خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ جب وہ اپنے خاندان کے لیے اپنے منصوبے کو مکمل کر رہا تھا، تب اُس نے اپنے لیے زیادہ سے زیادہ جلال اور جتنے زیادہ لوگوں کے لیے ممکن ہو اتنی زیادہ بھلائی پیدا کی، اور اُن میں تم بھی شامل ہو گے۔

